REGD No P 64

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

جلد نمبر ۹ | ۳ امان ۱۳۳۹ ہش | ۴ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ | ۳ مارچ ۱۹۶۰ء | نمبر ۹

## اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۹ فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ حضور کی طبیعت قدرے بہتر ہے تاہم حضور بدستور علالت پر ہیں۔

جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی وفات کا حضور کو سخت صدمہ ہوا ہے۔

احباب جماعت اپنے محبوب امام ہمام کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے نہایت درد اور الحاح کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ حضور کو جلد صحتیاب فرمائے اور چوہدری صاحب مرحوم کی وفات سے جو حضور کی طبیعت کو صدمہ پہنچا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تکلیف دہ اثرات سے محفوظ رکھے آمین

قادیان یکم مارچ۔ محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل بٹالہ سے اپریشن کرانے کے بعد آج واپس تشریف لے آئے۔ (مفصل خبر دوسری جگہ)

قادیان یکم مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور اہل دعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

کل مورخہ ۲۹ فروری سے رمضان المبارک کا آغاز ہوا۔ حسب پروگرام محترم صاحبزادہ صاحب نے بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں اپنے حصہ کا درس شروع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کو رمضان کی برکات سے متمتع ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

# احمدیت کا ایک اور درخشندہ ستارہ غروب ہو گیا

## حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ربوہ میں رحلت فرما گئے

### اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قادیان یکم مارچ نہایت افسوس اور دلی رنج کے ساتھ احباب جماعت تک یہ خبر پہنچائی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی جماعت احمدیہ کے ایک ممتاز رکن سلسلہ کے جانباز مجاہد حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اصلاح و ارشاد حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث پرسوں مورخہ ۲۸ فروری ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قادیان میں مرحوم کی وفات کی یہ اطلاع حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی ایک ایکسپریس تار سے کل ۸½ بجے صبح موصول ہوئی۔ اور اس خبر کو سن کر مقامی طور پر تمام درویشان میں رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔ مقامی دفاتر اور ادارے بند کر دیئے گئے۔ اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں نماز جنازہ غائب ادا کی۔ نماز جنازہ سے پہلے موصوف ہی نے مرحوم کے مناقب جلیلہ اور سلسلہ کے لئے آپ کی عظیم الشان خدمات کا خلاصہ بیان کیا۔

محترم چوہدری صاحب کی بلند شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ نے اپنی ساری عمر جس اخلاص محبت اور جانفشانی کے ساتھ سلسلہ کی خدمت میں گذار دی اس سے جماعت کا بچہ بچہ واقف و آگاہ ہے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم قادیان ہی میں حاصل کی اور تکمیل تعلیم کے بعد دین کی خدمت میں ایسے مصروف ہوئے کہ آخری دم تک اس خادمانہ تعلق کو قائم رکھا۔ سلسلہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد سے والہانہ محبت رکھتے اور سب کی خدمت آپ کی روحانی غذا تھی۔

خلافت اولیٰ میں مجلس انصار اللہ کے سرگرم رکن کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر اسی مجلس کے خرچ پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی منظوری سے تبلیغ اسلام کی غرض سے انگلستان تشریف لے گئے جہاں لنڈن میں ایک علیحدہ خالص احمدیہ تبلیغی مرکز قائم کیا۔ اور ایک عرصہ تک تثلیث کے اس مرکز میں اسلامی توحید کا پرچم لہرایا اور اسلام کی حیات بخش تعلیم کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ نہایت کامیابی سے سرانجام دیا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خلافت ثانیہ سے وابستگی اختیار کی اور بڑی جانفشانی سے احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔

انگلستان سے واپسی پر سلسلہ کے مختلف اہم عہدوں پر فائز رہ کر متعدد امور کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ ملکانوں کی تحریک شدھی کے موقع پر بطور رئیس التبلیغ نہایت عظیم الشان خدمات بجا لانے کی سعادت حاصل کی۔ اور ایک لمبے عرصہ تک ناظر دعوت و تبلیغ و ناظر اعلیٰ کے عہدوں پر کام کیا۔ ۱۹۲۴ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے پہلے سفر یورپ میں آپ کو بھی حضور کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا۔

تقسیم ملک سے پہلے ضلع گورداسپور میں مقامی تبلیغ کے انچارج بھی رہے۔ اور قادیان اور مضافات میں اسلام و احمدیت کے فریضہ کو بڑی خوش اسلوبی اور کامیابی کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقریر کا ایک ملکہ بخشا تھا۔ کہ آپ کی پُر اثر سادہ تقریر سننے والوں کے دلوں میں بیٹھ جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تبلیغ سے جہاں یورپ کے متعدد انگریز حلقہ بگوش اسلام ہوئے وہاں ہندو پاکستان کے سینکڑوں افراد نے آپ کے ذریعہ احمدیت کے نور سے روحانی بصیرت حاصل کی۔ باوجود اعلیٰ انگریزی تعلیم پانے کے طبیعت ہر قسم کے تکلفات سے مبرا تھی۔ اور اسلامی زندگی کا کامل نمونہ۔ دیہات کے زمیندار طبقہ کے ساتھ ایسے گھل مل جاتے اور اُن کی پیش آمدہ ضروریات کو جس مستعدی اور دلی ہمدردی سے پورا کرتے کہ ہر شخص آپ کے اخلاق کریمانہ کا گرویدہ ہو جاتا۔ ایسے ہی اعلیٰ اوصاف کے باعث آپ کو علاقہ میں خاص اثر و رسوخ حاصل تھا۔

چنانچہ ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے وقت آپ پنجاب کی مجلس قانون ساز کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ اس طرح آپ کو ملکی اور قومی خدمات کے بھی بہت سے مواقع میسر آئے۔

ملکی تقسیم کے بعد جماعت کے نئے مرکز ربوہ میں آپ کو بطور ناظر اصلاح و ارشاد سلسلہ کی خدمت بجا لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور اسی حالت میں آپ نے اپنی عزیز جان جان آفرین کے حوالہ کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس عظیم جماعتی صدمہ پر ادارہ بدر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اور خاندان حضرت مسیح موعود اور چوہدری صاحب کی اہلیہ محترمہ اور دیگر جملہ متعلقین سے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت چوہدری صاحب مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور جنت کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور آپ کے جملہ پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور سب جماعت کو سلسلہ کے لئے آپ کے سے جذبہ اخلاص، محبت اور فدائیت کے نیک نمونہ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور آپ کی وفات کی وجہ سے جماعت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُس کے پُر کرنے کے سامان کرے۔ آمین۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رزما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــــ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۹ء

# رمضان المبارک

رمضان شریف کا مہینہ اپنی تمام برکتوں کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ یہ بابرکت ایام نوع انسان کے لئے کس قدر خوش قسمتی اور فضل کے سامان لاتے ہیں اس بارہ میں کلام اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بالکل واضح اور عیاں ہیں۔ خود رمضان کا لفظ ہی اس حقیقت سے بہت حد تک پردہ اٹھا دیتا ہے۔ جبکہ رمضان کے لغوی معنے سورج کی تپش کے ہیں۔ چونکہ رمضان میں انسان کھانے پینے اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے اور اپنے اندر اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک غیر معمولی جوش اور روحانی حرارت پیدا کر لیتا ہے۔ اس لئے اس ماہ مبارک کو رمضان سے پکارا جانا بجا ہے۔ اپنے حقیقی خالق و مالک کی تلاش اور جستجو کا مادہ انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ رمضان اس کے اندرونی جوش اور محبت کی حرارت کو نسبتاً تیز کر دیتا ہے۔ ایک طرف آسمان پر خدا تعالیٰ کی رحمتیں زیادہ جوش میں آجاتی ہیں ادھر زمین پر اس کے بندوں کا شوق وصال اور قرب الٰہی کا حصول زیادہ بڑھ جاتا ہے چنانچہ اسی دوہرے جوش اور ولولے کو قرآن شریف میں نہایت جامع طریق پر ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ
عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ
دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

(ان مبارک ایام میں) جب میرے بندے (میرا قرب حاصل کرنے کے لئے) میرے متعلق دریافت کریں تو انہیں کہہ دیجیئو میں ان کے قریب ہی ہوں وہ مجھے جب بھی پکاریں گے میں ان کی دعاؤں کو بپایہ قبولیت جگہ دوں گا۔

رمضان کی فضیلت اور اس کی عظیم برکتوں کے متعلق صحیحین میں سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب ذیل ارشاد ہی کافی بڑی ضمانت ہے جس میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ
اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَ غُلِّقَتْ
اَبْوَابُ النَّارِ وَ صُفِّدَتِ
الشَّیَاطِیْنُ

جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے در حقیقت یہ اس پاکیزہ ماحول کی طرف لطیف اشارہ ہے جو اس مبارک مہینہ کی آمد سے پیدا ہو جاتا۔ اور جماعت مومنین ہر سال ہی اس کا مشاہدہ کرتی ہے اگر ہم ان سب تفصیلات کو پیش نظر رکھیں اور ایک ایک کر کے جملہ احکام الٰہی اور سنت نبوی پر غور کریں۔ تو اس بات کے سمجھنے میں چنداں مشکل باقی نہیں رہتی کیونکہ احکام رمضان پر پورے طور پر کاربند رہنے اور ان سب ہدایات کے تعاہد کے نتیجہ میں جو پُرامن ماحول اسلام تیار کرنا چاہتا ہے۔ نوع انسان کے لئے اس سے بڑھ کر زیادہ مفید اور نفع بخش اور کوئی ماحول نہیں ہو سکتا۔

انسان کے لئے بہت بڑی زینت اور خوبی اس کے مقام عبودیت پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عمل بجا لانے میں ہے۔ اور اس میں بھی کچھ کلام نہیں کہ یہ مقام سچی عبادت ہی سے میسر آتا ہے۔ اور ماہ صیام میں جملہ قسم کی عبادتوں کے مواقع بہت عمدگی کے ساتھ میسر آتے ہیں۔ ہر قسم کی عبادت کو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور زبانی ارشادات سے اچھی طرح واضح کیا گیا ہے۔ مثلاً جہاں تک عبادت کا تعلق فضول بات چیت سے ممانعت کے ساتھ توجہ الی اللہ اور ذکر الٰہی پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی بکثرت تلاوت کی تاکید کی گئی ہے اور تلاوت کے وقت اس کلام پاک کے معانی اور مطالب پر غور کرنا اس کے احکام کے مطابق اپنے افکار و اعمال میں انقلاب لانے کی زیادہ ضرورت ہے۔

اسی طرح طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر جسمانی لذتوں میں حصہ لینے سے ایک مومن محض امتثال لامر اللہ رکا رہتا ہے جس سے ایک طرف وہ وقتی طور پر بھوکا پیاسا رہ کر اپنے مولیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اور دوسری طرف ذاتی طور پر اسے بھوک پیاس کا احساس ہو جاتا ہے۔ جس سے اسے اپنی اچھی حالت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانے کا موقعہ ملتا اور اسے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی وفات پر

# صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے

## قرارداد تعزیت

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے کی وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے حسب ذیل تعزیتی قرارداد پاس کی:۔

"صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے کی اچانک اور بے وقت وفات پر دلی رنج و افسوس ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت چوہدری صاحب مرحوم و مغفور کو عظیم الشان خدمات سلسلہ، اخلاص اور بے نفس بزرگ ہونے کی وجہ سے جماعت میں ایک خاص اور ممتاز مقام حاصل ہوا۔ عنفوان شباب ہی میں آپ نے دنیوی مفاد کو ترک کر کے اپنے آپ کو دین کیلئے وقف کر دیا۔ اور سلسلہ کی خدمات میں مصروف ہو گئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں آپ مجلس انصار اللہ کے سرگرم ممبر تھے۔ اور جب لنڈن میں تبلیغ اسلام کے کام کیلئے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے پاس ایک مبلغ بھجوانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منظوری سے مجلس انصار اللہ کی طرف سے جس کے صدر اس وقت سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود تھے محترم چوہدری صاحب کو بھجوا لیا گیا گویا مرکز سلسلہ کی طرف سے آپ انگلستان میں پہلے مبلغ تھے۔ اور لنڈن کے تبلیغی مشن کا قیام آپکے ذریعہ ہی ہوا۔ انگلستان میں آپ نے نہایت جرأت و پامردی اور اخلاص سے تبلیغ اسلام اور احمدیت کا فریضہ ادا کیا۔ اور خواجہ صاحب مرحوم کے معمول کے خلاف کہ یورپ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نام لینا نا مناسب ہے آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ حقہ کے نام اور کام کا نمایاں ذکر کر کے زندہ اسلام کو پیش کیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر محترم چوہدری صاحب نے خلافت ثانیہ سے وابستگی اختیار کی اور خواجہ صاحب سے اپنے مشن کو علیحدہ کر لیا۔

انگلستان سے واپسی کے بعد مرکز سلسلہ میں آپ کو قابل قدر اور عظیم الشان خدمات سلسلہ سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ آپ نے ایک لمبا عرصہ تک ناظر دعوۃ و تبلیغ رہے۔ تحریک شدھی کے مقابلہ کیلئے علاقہ ملکانہ میں آپ نے بطور رئیس التبلیغ کے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ ایک عرصہ تک ناظر اعلیٰ اور صدر انجمن احمدیہ کے پریذیڈنٹ کی حیثیت سے بھی آپ نے عظیم الشان اور قابل اعتماد خدمات سرانجام دیں۔ علاوہ ازیں مرکز سلسلہ کے گرد و نواح میں لمبا سال تک آپ نے تبلیغی کام کی نگرانی کی اور آپ کی کوششیں اور جدوجہد کے بفضلہ تعالیٰ بہت عمدہ نتائج برآمد ہوئے۔ قادیان اور اسکے حلقہ حلقہ سے آپ پنجاب کی مجلس قانون ساز کے ممبر منتخب ہوئے اور اسطرح آپ کو ملکی اور قومی خدمات کے بھی بہت مواقع میسر آئے۔

قادیان کے نواحی علاقہ میں آپ نے بہت وسیع واقفیت پیدا کی تھی جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ نے ۱۹۴۷ء کے پُر آشوب اور فساد انگیز زمانہ میں اس علاقہ میں امن و آشتی قائم کرنے کیلئے بہت کوشش کی اور اس سلسلہ میں بوجہ غیر معمولی حالات کے آپکو قید و بند کی مصیبتیں بھی اٹھانا پڑیں جو آپنے باوجود بڑھاپے اور کمزور صحت کے نہایت جوانمردی اور خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔

تقسیم ملک کے بعد آپ نے جماعت کے مرکز میں بھی بحیثیت ناظر دعوۃ و تبلیغ اور انچارج علاقائی تبلیغ کے نہایت عمدہ خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۲۴ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سفر یورپ پر روانہ ہوئے تو محترم چوہدری صاحب کو بھی حضور کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کو قلمی جہاد کا بھی کافی موقعہ ملا۔ چنانچہ آپنے متعدد مفید اور اچھوتے مضامین اور رسالہ جات اردو اور انگریزی میں تالیف فرمائے۔

حضرت چوہدری صاحب خود بھی صحابی تھے۔ اور آپکے والد ماجد حضرت چوہدری نظام الدین صاحب رضی بھی صحابہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے۔ آپکی پہلی شادی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی کی نواسی سے ہوئی۔ اور آپکے فرزند چوہدری ناصر محمد صاحب سیال کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلوص اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس خاندان سے محبت اور عقیدت کے بے پناہ جذبہ کو نوازا۔

محترم چوہدری صاحب سلسلہ کے کاموں کی سرانجام دہی میں بہت جری اور بہادر تھے طبیعت میں سادگی، بے تکلفی اور بے نفسی اور بے غرضی تھی۔ اور ہمیشہ نمود سے دور تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ کے جملہ پسماندگان کو صبر و رضا کی توفیق عطا فرمائے اور انکا حافظ و ناصر ہو نیز سلسلہ کو ایسے بے نفس اور بابرکت کارکن آئندہ بھی عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان حضرت چوہدری صاحب کی وفات کے صدمہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ، جملہ افراد مقدس اہل بیت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت چوہدری صاحب مرحوم رضی کی زوجہ محترمہ اور دیگر لواحقین و عزیزان اور صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کی خدمت میں دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔"

(ریزولیشن نمبر ۷۶ مورخہ 13.3.69)

# اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قائم کیا ہے

## ہمارا فرض ہے کہ اس کام کو ہمیشہ جاری رکھیں

ربوہ میں جماعت احمدیہ کے اڑسٹھویں جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بصیرت افروز تقریر!

(۲)

اسی طرح

**آئندہ خلفاء کو بھی وصیت کرتا ہوں کہ جب تک دنیا کے چپہ چپہ میں اسلام نہ پھیل جائے۔ اور دنیا کے تمام لوگ اسلام قبول نہ کرلیں۔ اس وقت تک اسلام کی تبلیغ میں وہ کبھی کوتاہی سے کام نہ لیں خصوصاً اپنی اولاد کو میری یہ وصیت ہے کہ وہ قیامت اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھیں اور اپنی اولاد در اولاد کو نصیحت کرتے چلے جائیں کہ انہوں نے اسلام کی تبلیغ کو کبھی نہیں چھوڑنا۔ اور مرتے دم تک اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھنا ہے۔**

اسی مقصد کو پورا کرنے اور اسلام کے نام کو پھیلانے کے لئے میں نے تحریک جدید جاری کی ہے۔ جو پچیس سال سے جاری ہے۔ اور جس کے ماتحت آج دنیا بھر کے تمام اہم ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے تبلیغی مشن قائم ہیں۔ اور لاکھوں لوگوں تک خدا اور اس کے رسول کا نام پہنچایا جا رہا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تبلیغی مراکز کو وسیع کرنے اور مبلغین کا جال پھیلانے میں ہمیں خدا تعالیٰ نے

### بڑی بھاری کامیابی عطا کی ہے

مگر ابھی اس میں مزید ترقی کی بڑی گنجائش ہے۔ اور ابھی ہمیں ہزاروں واقفین زندگی کی ضرورت ہے جو دنیا کے چپہ چپہ پر اسلام کی تبلیغ کریں ہماری جماعت اب خدا تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں کی ہے۔ اور لاکھوں کی جماعت میں ساٹھ ہزار واقفین زندگی کا میسر آنا کوئی مشکل امر نہیں۔ اور اگر ایک احمدی سو احمدی بنائے تو ساٹھ ہزار واقفین زندگی کے ذریعہ ساٹھ لاکھ احمدی ہو سکتا ہے پھر ساٹھ لاکھ میں سے چار پانچ لاکھ مبلغ بن سکتا ہے۔ اور چار پانچ لاکھ مبلغ چار پانچ کروڑ احمدی بنا سکتا ہے اور چار پانچ کروڑ احمدی اگر زور لگائے تو وہ اپنی تعداد کو چار پانچ ارب تک پہنچا سکتا ہے۔ جو ساری دنیا کی آبادی سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن دوستوں کو

### یہ امر بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے

کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے کرشن بھی قرار دیا ہے اور آپ کا الہام ہے کہ

"ہے کرشن رودر گوپال تیری
مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"۔

اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کرشن اور رُدّر گوپال قرار دیا گیا ہے۔ رُدّر کے معنے ہوتے ہیں درندوں اور سوروں کو قتل کرنے والا۔ اور گوپال کے معنے ہوتے ہیں گائیوں کو پالنے والا یعنی نیک طبع لوگوں کی خدمت کرنے والا اس میں بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود ایک طرف تو دلائل اور نشانات سے اپنے دشمنوں کو ہلاک کرے گا اور دوسری طرف اپنے انفاس قدسیہ سے نیک اور پاک لوگوں کی روحانی تقویت اور ان کے ایمانوں کی زیادتی کا موجب ہوگا۔

احادیث میں بھی مسیح موعود کے متعلق آتا ہے کہ یقتل الخنزیر و یکسر الصلیب یعنی مسیح موعود خنزیری طبع لوگوں کو جو سیدھا حملہ کرتے ہیں اپنے دلائل اور نشانات سے ہلاک کرے گا اور عیسائیت کے زور کو توڑ دے گا

دلّی میں

### ایک بہت بڑے بزرگ

گذرے ہیں۔ اُنہوں نے ایک دفعہ کشف میں دیکھا کہ حضرت کرشن آگ کے اندر جل رہے ہیں اور حضرت رام چندر جی اس کے کنارہ پر کھڑے ہیں۔ وہ بزرگ یہ نظارہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور چونکہ وہ حضرت کرشن اور حضرت رام چندر دونوں کو بزرگ اور خدا رسیدہ انسان سمجھتے تھے اسلئے اُنہوں نے کسی اور بزرگ سے اس کی تعبیر پوچھی۔ اُنہوں نے کہا کہ حضرت کرشن کو آگ کے اندر دیکھنے کی تعبیر ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے عشق میں بہت بڑھے ہوئے تھے اور حضرت رام چندر کو کنارہ پر دیکھنے کی تعبیر ہے کہ اُن کے دل میں اتنا عشق نہیں تھا۔ جتنا حضرت کرشن کے دل میں تھا بہرحال

### اس الہام سے ظاہر ہے

کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں خدا تعالیٰ کی بے انتہا محبت تھی۔ کیونکہ آپ کو الہام میں کرشن قرار دیا گیا ہے اور اس بزرگ کے کشف اور تعبیر میں یہی بتایا گیا ہے کہ حضرت کرشن خدا تعالیٰ کی محبت میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اور اس الہام میں آپ کو گوپال قرار دے کر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہندوؤں میں جو لوگ نیک طبع اور شریف ہوں گے ان کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے لوگ مدد کریں گے۔ گائے سور کی طرح حملہ نہیں کرتی اور پھر وہ گوشت نہیں کھاتی بلکہ سبزی کھاتی ہے۔ پس آپ کو گوپال کہہ کر

### اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا

ہے کہ جو لوگ گائے کی سی طبیعت رکھنے والے ہوں گے یعنی نرم مزاج اور نیک اور شریف لوگ ہوں گے خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی جماعت ان کی مدد کرے گی اور ان سے ہمدردی رکھے گی۔ ابھی دنیا میں عیسائیت کا غلبہ ہے اور ہماری اتنی بھی تعداد نہیں کہ ہم ہندوؤں پر غالب آجائیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کا کرشن نام رکھنا بتاتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوؤں پر بھی غالب آجائیں گے اور یکسر الصلیب بتاتا ہے کہ ہم ساری دنیا کے عیسائیوں سے بھی بڑھ جائیں گے۔

پس جو لوگ ہجرت کے بعد پاکستان آگئے ہیں وہ پاکستان میں

### احمدیت کو پھیلانے کی کوشش

کریں اور جو لوگ ہندوستان میں رہتے ہیں وہ ہندوستان میں اسلام پھیلانے کی کوشش کریں۔ اور بیرونی ممالک کے مبلغین یورپ اور امریکہ میں اسلام پھیلانے کی کوشش کریں یہاں تک کہ ساری دنیا احمدی ہو جائے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے غلام ہیں کسی ملک یا قوم کے طرفدار نہیں۔

### لطیفہ مشہور ہے

کسی راجہ نے ایک دن بینگن کا بھرتہ کھایا جو اسے بڑا مزیدار معلوم ہوا اور اس نے دربار میں آکر تعریف کی کہ بینگن بڑا مزیدار ہوتا ہے۔ اس پر ایک درباری کھڑا ہوگیا اور اس نے بینگن کے فوائد گنوانے شروع کر دیئے اور کہا کہ حضور طب کی کتابوں میں اس کا یہ فائدہ بھی لکھا ہے اور آخر میں کہنے لگا حضور اس کی شکل بھی تو دیکھیں کہ کیسی پاکیزہ ہے جب یہ بیل سے لٹکا ہوا ہو تو

### یوں معلوم ہوتا ہے

کہ کوئی صوفی منش بزرگ سبز جامہ پہن کر گوشۂ تنہائی میں خدا تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہے۔ مگر پھر چند دن راجہ نے جو مسلسل بینگن کھائے تو اُسے بواسیر کی شکایت ہوگئی۔ اور اس نے دربار میں آکر کہا کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ بینگن بڑی اچھی چیز ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اچھی چیز نہیں۔ اس پر وہی درباری کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا حضور بینگن بھی کوئی کھانے کی چیز ہے۔ طبی کتابوں میں اس کی یہ خرابی بھی لکھی ہے۔ اور وہ خرابی بھی لکھی ہے اور پھر کہنے لگا حضور اس کی شکل بھی تو دیکھیں کہ کیسی منحوس ہے۔ یہ بیل سے لٹکا ہوا یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی چور کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اور اس کا منہ کالا کر کے اسے پھانسی پر لٹکایا ہوا ہو۔ کسی نے اسے کہا کہ کمبخت پہلے تو تو نے اس کی اتنی تعریف کی تھی۔ اور آج اتنی مذمت کر رہا ہے۔ وہ کہنے لگا میں راجہ کا نوکر ہوں بینگن کا نوکر نہیں۔ ہم بھی خدا کے نوکر ہیں کسی بندے یا قوم کے نوکر نہیں۔ جدھر ہمارا خدا ہوگا ادھر ہی ہم ہوں گے۔

### حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ایک صحابی میاں نظام الدین صاحب

شُوا کرتے تھے۔ اُنہوں نے جب شروع شروع میں سنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں۔ تو چونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے دوستوں میں سے تھے وہ قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہنے لگے۔ کہ قرآن کریم سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا ثابت ہے۔ آپ یہ کس طرح کہتے ہیں۔ کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اگر قرآن کریم سے ثابت ہو جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ تو میں مان لوں گا۔

## میاں نظام الدین صاحب

کہنے لگے اگر میں سو آیتیں ایسی لا دوں جن سے ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ تو کیا۔ آپ مان نہیں لیں گے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ میاں صاحب سو آیتوں کا کیا سوال ہے۔ آپ ایک آیت ہی لے آئیں تو میں مان لوں گا اور اپنے عقیدہ سے توبہ کر لوں گا۔ میاں نظام الدین صاحب کہنے لگے اچھا اگر سو نہیں تو بیس آیتیں تو ضرور نکلوا لاؤں گا۔ چنانچہ وہ مولوی محمد حسین صاحب کے پاس بٹالہ گئے۔ وہاں سے پتہ لگا کہ مولوی صاحب لاہور گئے ہوئے ہیں چنانچہ وہ لاہور گئے۔ ان دنوں

## حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

قادیان آنے کے لئے لاہور آئے ہوئے تھے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اشتہار دینے شروع کئے ہوئے تھے کہ میرے ساتھ وفات و حیات مسیح پر مباحثہ کر لو۔ اور شرائط مناظرہ طے ہو رہی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اپنے دعوے کے ثبوت میں صرف قرآن کریم پیش کیا جائے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب کہتے تھے کہ حدیثیں پیش کی جائیں۔ آخر خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے بحث کو چھوٹا کرنے کے لئے فرمایا چلو بخاری کی احادیث پیش کی جائیں۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بڑے خوش ہوئے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ

## میری فتح ہوئی

ہے۔ جب میاں نظام الدین صاحب لاہور پہونچے تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اہلحدیث کی مسجد میں اپنے دوستوں میں بیٹھے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ کہ دیکھو ایک طرف سے مرزا صاحب کا پہلوان نور الدین رن نکلا۔ اور دوسری طرف سے اہلحدیث کے پہلوان کے طور پر میں کھڑا ہوا۔ میں نے کہا حدیث۔ اس نے کہا قرآن۔ میں نے کہا حدیث۔ اس نے کہا قرآن۔ اور

دونوں اسی پر اصرار کرتے رہے۔ آخر میں نے اسے یوں پٹخا۔ اور یوں رگیدا اور اس طرح گرایا۔ کہ اسے ماننا پڑا کہ تم

## بخاری بھی پیش کر سکتے ہو

اتنے میں میاں نظام الدین صاحب جا پہنچے اور کہنے لگے۔ جانے دیں اس بحث کو میں تو مرزا صاحب کو بھی جو مولوی نور الدین صاحب کے سردار ہیں منوا آیا ہوں۔ مولوی محمد حسین صاحب نے کہا کیا منوا آئے ہو؟ میاں نظام الدین نے کہا۔ مرزا صاحب تو کہتے تھے کہ ایک آیت ہی کافی ہے۔ لیکن میں کہہ آیا ہوں کہ حیات مسیح کے ثبوت میں میں دس آیات لکھوا کر لا دیتا ہوں۔ اس لئے آپ جلدی سے مجھے حیات مسیح کے ثبوت میں قرآن کریم کی دس آیتیں لکھ دیں۔

## مولوی محمد حسین صاحب

تو فخر کر رہے تھے۔ کہ میں نے مولوی نور الدین کو یوں پٹخا اور یوں پچھاڑا۔ اور یوں ذلیل کیا۔ آخر وہ حدیث کی طرف آ گئے۔ میاں نظام الدین صاحب کی بات سنکر انہیں غصہ آ گیا۔ اور وہ کہنے لگے تو نے کہیں کا بھی نہ چھوڑا۔ میں نور الدین کے ساتھ بحث کرتا رہا۔ اور آخر اسے اس طرف لایا۔ کہ حدیث پیش کی جائے گی۔ اور تو پھر بحث کو قرآن کی طرف لے گیا ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا نقشہ میاں نظام الدین نے کچھ اس طرح کھینچا کہ وہ اسی وقت کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے اچھا مولوی صاحب! پھر جدھر قرآن اُدھر میں۔ اگر قرآن مرزا صاحب کے ساتھ ہے۔ تو میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں۔ اور یہ کہہ کر وہ واپس آ گئے۔ اور قادیان آ کر بیعت کر لی۔

پس ہم بھی ادھر ہی ہوں گے جدھر قرآن ہے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے اسلام کو تمام دنیا کے لئے نازل کیا ہے۔ اس لئے

## ساری دنیا میں ہی اسلام کی اشاعت

کرنا ہمارا فرض ہے۔ کسی خاص قوم یا ملک تک ہماری مساعی محدود نہیں رہنی چاہئیں لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس وقت مقدم ہندوستان ہے۔ جس میں ہمارا اصل مرکز ہے۔ اور جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کرشن قرار دیا گیا ہے۔ جس درخت کا تنا مضبوط ہوتا ہے۔ اس کی شاخیں بھی وسیع ہوتی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

مثلا کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها

ثابت و فرعها فی السماء

یعنی

## کلمہ طیبہ کی مثال

ایک ایسے درخت کی سی ہے۔ جس کا تنا مضبوط ہو۔ اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوں۔ پس آپ لوگ پہلے پاکستان اور ہندوستان کو احمدی بنائیں۔ اور جب یہ لوگ احمدی ہو گئے تو خود بخود پھیلنے بھی دیں گے۔ اور غیر ملکوں میں بھی اسلام کی اشاعت کے لئے اپنے آدمی بھجوانا شروع کر دیں گے۔ اور فرعها فی السماء کے مطابق آپ لوگ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کریں گے۔ اور آپ کی دعائیں کثرت سے قبول ہونے لگیں گی۔

پس ہندوستان میں بھی تبلیغ اسلام کو وسیع کرنا

## ہمارے لئے ضروری ہے

آج ہندوستان میں جو کروڑوں مسلمان پائے جاتے ہیں۔ یہ کہیں باہر سے نہیں آئے۔ بلکہ خود ہندوؤں میں سے ہی نکل کر آئے ہیں۔ ورنہ جو مسلمان باہر سے ہندوستان میں آئے تھے وہ بہت قلیل تھے۔

پس ہمارا فرض ہے کہ ہندوستان میں بھی تبلیغ اسلام پر زور دیں۔ اس ملک کی ترقی اور عظمت کے قیام کے لئے مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک کوشش کی ہے۔ اور

## ہندوستان کے چپہ چپہ

اللہ محبان وطن کی لاشیں مدفون ہیں جنہوں نے اس کی ترقی کے لئے اپنی عمریں خرچ کر دی تھیں۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے خوبصورت اصول پیش کرکے ہندوؤں اور سکھوں کو بھی اپنا جزو بنانے کی کوشش کریں جب تک ہم

## ہندوؤں میں تبلیغ

نہیں کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرشن ثابت نہیں ہو سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس طرح مسیح اور مہدی قرار دے کر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ آپ کی جماعت کو مسیحیوں پر بھی غلبہ ملے گا۔ اور مسلمانوں کو بھی آپ کے ذریعہ ہدایت حاصل ہوگی۔ اسی طرح آپ کو کرشن قرار دے کر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ہندوؤں میں بھی

## آپ کی تعلیم کی قبولیت

پھیلے گی۔ چنانچہ جو دوست قادیان میں رہتے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں میں اسی طرح مسلمانوں میں بھی احمدیت کی طرف بڑی رغبت پیدا ہو رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ایک دفعہ الہام ہوا کہ

"پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔"

(تذکرہ صفحہ ۳۰۲)

اور یہ ظاہر ہے کہ جب ان کا اسلام کی طرف رجوع ہوگا۔ تو چونکہ احمدیت اسلام سے جدا نہیں۔ اس لئے لازماً وہ لوگ

## احمدیت کو قبول

کریں گے۔ اور بجائے دشمن ہونے کے قادیان کو آباد کرنے کی کوشش کریں گے

ہماری عمریں تو محدود ہیں۔ ہماری اصل تمنا یہی ہے کہ اسلام اور احمدیت دنیا میں پھیلے۔ اور ہمیں خدا تعالیٰ کے وعدوں سے یہ امید ہے کہ ہماری عمروں میں ہی اسلام دنیا کے کناروں تک پھیل جائے گا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا گیا تھا کہ مصلح موعود کے زمانہ میں اسلام بہت ترقی کرے گا۔ مگر اس کے لئے

## یہ ضروری شرط ہے

کہ آپ لوگ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے جائیں۔ اور اپنی اولادوں کے اندر بھی اس کو راسخ کرتے جائیں تا کہ آپ کی ترقی نہ ہو بلکہ اسلام کی ترقی ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی ترقی ہو۔

اسی طرح آپ نے فرمایا: "دو دفعہ ہم نے رویا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں۔"

(تذکرہ صفحہ ۳۴۳)

اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہندوؤں میں بھی

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت

قائم ہو جائے گی اور سارا ہندوستان آپ کے کرشن ہونے کے معنی ہوں گے مصدر۔ ساری دنیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسیلہ کا برو ڈہونے کے لحاظ سے آپ کے تابع ہو جائے گی۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم ایک طرف تو یورپ اور امریکہ والوں کو بتائیں کہ اسلام سچا مذہب ہے اور اس کے قبول کرنے میں ہی تمہاری نجات ہے۔ اور دوسری طرف ہندوستان میں تبلیغ اسلام پر زور دیں اور انہیں اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس وقت تک صبر نہ کریں جب تک ساری دنیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر نہ ڈال دیں۔

اسی غرض کے لئے میں نے جماعت میں تحریک جدید کے علاوہ

## وقفِ جدید کی تحریک

بھی جاری کی ہوئی ہے تاکہ سارے پاکستان میں ایسے معلمین کا جال بچھ جائے جو لوگوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں۔ اور انہیں اسلام اور احمدیت کی تعلیم سے روشناس کریں۔ مگر یہ کام صحیح طور پر تبھی ہو سکتا ہے جب کم از کم ایک ہزار معلم ہوں اور ان کے لئے اخراجات کا اندازہ بارہ لاکھ روپے ہے۔ بارہ لاکھ روپیہ کی رقم مہیا کرنا جماعت کے لئے کوئی مشکل امر نہیں۔ کیونکہ اگر دو لاکھ افراد جماعت چھ روپے سالانہ فی کس کے لحاظ سے چندہ دیں تو بارہ لاکھ بن جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہماری جماعت تو اس سے کہیں زیادہ ہے۔ پچھلے سال جماعت کی طرف سے صرف

### ستر ہزار روپے کے وعدے

ہوئے تھے اور اس سال بھی اتنے ہی وعدے ہوئے جس سے صرف نوے معلمین رکھے جا سکے۔ اس سال پچھلے سال سے زیادہ اچھا کام ہوا ہے۔ چنانچہ مشرقی پاکستان میں بھی کام شروع ہو گیا ہے۔ اور وہاں بھی ایک انسپکٹر اور چار معلم مقرر کئے جا چکے ہیں۔ پچھلے سال ان معلمین کی تعلیم و تربیت اور خدمت خلق کا جو یہ دیکھ کر پانچ سو نئے افراد نے بیعت کی تھی اس سال چھ سو اٹھائیس افراد نے بیعت کی ہے۔

پس میں احباب جماعت کو

### تاکید کرتا ہوں

کہ وہ اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی طرف پوری توجہ کریں اور اس کو کامیاب بنانے میں پورا زور لگائیں اور کوشش کریں کہ کوئی فرد جماعت ایسا نہ رہے جو صاحب استطاعت ہوتے ہوئے اس چندہ میں حصہ نہ لے۔

### یہ امر یاد رکھو

## کہ قوم کی عمر انسان کی عمر سے بہت زیادہ ہوتی ہے پس آپ لوگ ایسی کوشش کریں کہ آپ کے زمانہ میں تمام دنیا میں احمدیت پھیل جائے۔

ابھی تو ایک نسل بھی نہیں گزری کہ ہندوستان میں ہمارے سلسلہ کے شدید ترین مخالف بھی احمدیت کی خوبیوں کے قائل ہوتے جا رہے ہیں۔ اور میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ادنیٰ خادم ہوں میری تفسیر کی وہ بھی بہت تعریف کرتے ہیں۔ یہ انقلاب جو پیدا ہو رہا ہے محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی وجہ سے ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی تھی کہ

"پھیر دے میری طرف اے ساربان جگ کی مہار"

اور اللہ تعالےٰ نے احمدیت کی طرف لوگوں کی توجہ پھیرنی شروع کر دی اور

### ہمیں یقین ہے

کہ اس دعا کے مطابق ایک دن ساری دنیا احمدیت میں داخل ہو جائے گی۔ دنیا کی آبادی اس وقت دو ارب سے زیادہ ہے۔ اور اگلے بیس پچیس سال میں وہ تین ارب ہو جائے گی اور کچھ تعجب نہیں کہ تیس سال میں وہ اس سے بھی زیادہ ہو جائے گی۔ مگر دنیا کی آبادی خواہ کتنی بڑھ جائے

### اللہ تعالےٰ کا فیصلہ یہی ہے

کہ وہ احمدیت کو ترقی دے گا اور اسے بڑھائے گا۔ یہاں تک کہ ساری دنیا میں احمدیت پھیل جائے گی۔ بشرطیکہ جماعت اپنی تبلیغی سرگرمیاں ہندوستان میں بھی اور یورپ میں بھی جاری رکھے اور وکالت تبشیر اور اصلاح و ارشاد کے محکموں کے ساتھ پورا تعاون کرے۔ اب خدا تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت لاکھوں کی ہے۔ اور لاکھوں کی جماعت میں سے بیس پچیس ہزار مبلغ یورپ کے لئے اور [illegible]

پچاس ساٹھ ہزار مبلغ ہندوستان

اور پاکستان کے لئے آسانی سے مل سکتا ہے۔ پس چاہیئے کہ اپنی نسل میں احمدیت کی تبلیغ کا جوش پیدا کرتے چلے جائیں۔ عیسائیت کو دیکھو حضرت مسیحؑ کے واقعہ صلیب پر ۱۹۵۹ سال گذر چکے ہیں مگر عیسائی اب تک

### اپنے مذہب کی تبلیغ

کرتے چلے جاتے ہیں۔ اگر مسلمان بھی تلوار سے جہاد پر زور دینے کی بجائے تبلیغ پر زور دیتے تو وہ عیسائیوں سے بہت زیادہ پھیل جاتے۔ عیسائی اگر ایک ارب تھے تو وہ دس ارب ہوتے مگر وہ چالیس کروڑ صرف اسی وجہ سے رہے کہ انہوں نے غلطی سے جہاد صرف تلوار کا جہاد سمجھ لیا اور تبلیغ کے جہاد کو فراموش کر دیا۔ لیکن حضرت مسیح ناصری نے لوگوں سے یہ کہا کہ اگر کوئی شخص تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو تم اپنا دوسرا گال بھی اس کی طرف پھیر دو۔ اور اگر کوئی تمہیں ایک میل تک بیگار میں لے جانا چاہے تو تم دو میل تک اس کے ساتھ چلے جاؤ۔ یہ ایسی تعلیم تھی جو دوسرے کے دلوں میں گھر کر لیتی تھی۔ اگر آپ لوگ بھی نرمی اور محبت اور حلم اور آشتی پر زور دیں تو دنیا میں آپ کی جماعت عیسائیوں سے بہت زیادہ پھیل جائے گی۔ کیونکہ آپ کے ساتھ دلائل ہیں اور خدا کا فضل ہے۔ پس اگر دلائل کے بغیر ان کو اتنی کامیابی ہوئی ہے تو دلائل کی وجہ سے آپ کو ان کے مقابلہ میں بہت زیادہ ترقی ملنی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے تھے اور آپ کی وفات پر ابھی صرف ۵۳ سال گذرے ہیں۔ اگر آپ تبلیغ اسلام کرتے چلے جائیں تو یقیناً ایک دن دنیا کے چپہ چپہ پر احمدیت پھیل جائے گی اور ساری دنیا کے لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔

اب میں

### دعا کر دیتا ہوں

کہ اللہ تعالےٰ اس جلسہ میں شامل ہونے والوں پر اپنے بڑے بڑے فضل نازل فرمائے اور ان کے مقاصد کو پورا فرمائے۔ ان کے ارادوں میں برکت دے۔ انہیں دین کی ترقی اور اس کی اشاعت کے لئے اپنی اور اپنی اولادوں کی زندگیاں وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ایسا فضل کرے کہ وہ اس جلسہ سے پوری طرح فائدہ اٹھائیں۔ تاکہ جب وہ اپنے گھروں کو واپس جائیں تو روحانی لحاظ سے ایک تبدیل شدہ انسان نظر آئیں۔ ان میں پہلے سے زیادہ نیکی پائی جاتی ہو۔ پہلے سے زیادہ ایثار پایا جاتا ہو اور پہلے سے زیادہ

### سلسلہ سے وابستگی اور اخلاص

پایا جاتا ہو۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ایسا فضل فرمائے کہ قیامت تک ہماری جماعت کو اس سے بھی بڑے بڑے اجتماع کرنے کی طاقت بخشے تا ہم سب احمدیت کی دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دیکھیں اور خدا اور اس کے رسول کی منادی کی آواز دنیا کے کونہ کونہ میں پہونچ جائے۔

(الفضل مورخہ ۲۴؍۱)

---

## ملک بشارت احمد صاحب ابن محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل کی وفات پر

## تعزیتی قراردادیں

محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل کے بیٹے ملک بشارت احمد صاحب کی حسرت ناک وفات پر دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے حسب ذیل مقامات سے قراردادیں موصول ہوئی ہیں۔

مدراس۔ کلکتہ پور (مغربی بنگال)، رانچی۔ جمشید پور۔ ہبلی۔ راولپنڈی۔ آسنور (کولگام کشمیر)

بوجہ عدم گنجائش مفصل قراردادوں کو شریک اشاعت نہ ہو سکنے کا افسوس ہے۔

### میونسپل کمیٹی قادیان کا تعزیتی ریزولیوشن

محترم مولوی صاحب کے بیٹے کی وفات پر میونسپل کمیٹی قادیان نے اپنے حسب ذیل ریزولیوشن ۸ مورخہ ۲۴ ؍۲ میں تعزیت کا اظہار کیا ہے:-

"جملہ موجود الوقت ممبران میونسپل کمیٹی قادیان مولوی صاحب موصوف کے ساتھ دلی ہمدردی اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں اسی ضمن میں ممبران نے دو منٹ تک کھڑے ہو کر خاموشی اختیار کی"

(ترجمہ از انگریزی)

(سیکرٹری میونسپل کمیٹی قادیان)

# ”یومِ مصلح موعود“ کی مبارک تقریب پر مختلف مقامات میں جلسے

## لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۶۰ء بروز ہفتہ یوم مصلح موعود کی تقریب پر لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے نصرت گرلز سکول میں جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب کی صدارت میں ٹھیک ساڑھے تین بجے بعد سہ پہر تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد شروع ہوئی۔ محترمہ صدر صاحبہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ اور پہلی تقریر عزیزہ امۃ القیوم نے ”وہ جلد جلد بڑھے گا اور بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا“ کے عنوان پر کی اور پیشگوئی کے اس حصہ کی وضاحت کرتے ہوئے ثابت کیا کہ کس طرح حضور کے وجود سے پیشگوئی کا یہ حصہ نہایت شان کے ساتھ پورا ہوا۔ دوسری تقریر عزیزہ سلیمہ بشریٰ بقا پوری کی تھی۔ عزیزہ نے ”وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی“ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ حضور کی قیادت میں نظام تبلیغ میں ایک غیر معمولی انقلاب آیا اور تھوڑے سے عرصہ میں جماعت احمدیہ کے تبلیغی مشن دنیا کے ہر ایک ملک میں قائم ہو گئے۔ تیسری تقریر مکرمہ عابدہ بیگم بنت طاہرہ صاحبہ کی تھی آپ نے پیشگوئی کا متن سنا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ذات مبارک پر اس کا اطلاق ثابت کیا۔ اس کے بعد چوتھی تقریر عزیزہ جمیلہ بیگم نے کی اور بتایا کہ حضرت مصلح موعود کا بابرکت وجود خدا تعالیٰ کی ذات پر زندہ گواہ اور نشان ہے۔ اس تقریر کے بعد عزیزہ امۃ القیوم نے نظم پڑھی۔ پانچویں تقریر عزیزہ نیرہ بیگم نے ”وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا“ کے موضوع پر کی جبکہ چھٹی تقریر عزیزہ امۃ الحفیظ نے کی اور پیشگوئی کے بعض حصوں کی وضاحت کی۔ ساتویں تقریر عزیزہ امۃ اللطیف نے کی جس کا عنوان ”مصلح موعود کی برکات“ تھا۔ عزیزہ نے بتایا کہ حضرت مصلح موعود کی برکت سے جماعت کو کیا کیا برکات حاصل ہوئیں اور کس طرح ایک چھوٹی سی جماعت دیکھتے ہی دیکھتے افق عالم پر پھیل گئی۔ آٹھویں تقریر محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھا۔ آپ نے بتایا کہ مصلح موعود کی پیدائش کے متعلق بزرگان سلف کی بہت سی پیشگوئیاں تھیں حتیٰ کہ آنحضرت صلعم نے بھی مصلح موعود کی آمد کی خبر دی تھی۔ پس حضرت مصلح موعود کا وجود نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر زندہ اور ناطق گواہ ہے بلکہ پہلی پیشگوئیوں کی صداقت پر شاندار دلیل ہے۔ آپ کے ظہور سے وہ سب توقعات پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں جن کی اُمید پیشگوئیاں پڑھنے والوں کے دلوں میں پیدا ہوتی تھی۔ اور آپ کا وجود ہی آئندہ اسلامی ترقیات کی اساس ہے۔ نویں تقریر محترمہ استانی خورشید بیگم صاحبہ کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک تھا آپ نے بتایا کہ حضور کی قیادت میں احمدیت کا ہمہ گیر نظام تبلیغ زمین کے ہر حصہ کو محیط ہو گیا۔ اور باوجود مخالفین کی انتہائی کوشش کے کہ یہ سلسلہ کسی نہ کسی طرح ناکام ہو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کی مساعی کو بار آور کیا۔ اور آج جماعت احمدیہ پر کسی وقت سورج غروب نہیں ہوتا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

آخر میں سکول کی بچیوں کی کھیلیں ہوئیں مقابلوں میں اول دوم و سوم آنے والی بچیوں کو لجنہ اماء اللہ کی طرف سے محترمہ صدر صاحبہ نے انعام تقسیم کئے اور سب بچیوں میں یوم مصلح موعود کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

## حیدرآباد دکن

جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کی طرف سے زیر صدارت مکرم سید عقیل صاحب مقررہ تاریخ پر جلسہ منعقد ہوا۔ ٹھیک سات بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو نیا عہد جماعت کے لئے تجویز فرمایا ہے صاحب صدر نے کھڑے ہو کر حاضرین سے لیا۔ عہد کے بعد نظم ہوئی۔

پہلی تقریر مکرم حکیم محمد عبدالصمد صاحب ذاعقلی نے ”حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق پہلے بزرگوں کی پیشگوئیاں“ کے عنوان پر کی۔ مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بارے میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں کے مجمل ذکر کے بعد آپ نے مصلح موعود کی پیشگوئی کا ذکر کیا کہ آنحضرت صلعم نے اس پیشگوئی یتزوج ویولد لہٗ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ آپ کے بعد حضرت نعمت اللہ ولی رح حضرت یحییٰ ابن عقب وغیرہ نے بھی خدا سے خبر پاکر مصلح موعود کے آنے کی خبر دی ہے۔ اور پھر مسیح موعود علیہ السلام پر تو خدا نے وضاحت سے اس کا انکشاف بذریعہ الہام فرمایا۔ چنانچہ حضور کی پیشگوئی کے مطابق بارہ جنوری ۱۸۸۹ء کو حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ پیدا ہوئے۔

مکرم رحمت اللہ عزری صاحب نے درثمین سے ایک دعائیہ نظم سنائی۔ دوسری تقریر مکرم محمد عبداللہ صاحب بی۔ایس۔سی کی تھی جس کا عنوان ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی روشنی میں مصلح موعود کا صحیح تعین“ کے عنوان پر تھی۔ آپ نے بیان کیا کہ کن حالات میں اور کس وقت حضور نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور اس کی کیا میعاد مقرر کی گئی تھی۔ چنانچہ اس میعاد کے اندر تقریباً ۲۰ بڑی بڑی صفات کا حامل وجود پیشگوئی کے مطابق پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کے بعد خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد کتب میں اللہ تعالیٰ سے علم پاکر ظاہر فرمایا کہ مصلح موعود سے مراد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

آخری تقریر مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمائی جس کا عنوان ”مصلح موعود کا بابرکت زمانہ اور ہماری ذمہ داریاں“ مقرر تھا۔ آپ نے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور رؤیا اور کشوف سے وہ حصے سنائے جن سے اس عنوان پر روشنی پڑتی ہے۔ اور وہ کس طرح آپ کے وجود میں حرف بحرف پوری ہوئی اور جماعت نے کس رنگ میں اس بابرکت دور میں ترقی کی۔ ملک شام کے تعلق سے مسیح موعود علیہ السلام نے جو خبر دی ہے۔ کہ اس زمانہ میں یہ عظیم الشان پیشگوئی میرے موعود بیٹے کے ذریعے پوری ہوگی اس کا بھی تذکرہ فرمایا۔ اور اس بارہ میں اخبار الفضل میں شائع شدہ بعض بزرگوں کے خواب سنائے۔ نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں اس بابرکت دور کا ذکر فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کا حضور کے ساتھ یہ وعدہ ہے کہ حضور کی زندگی کے آخری لمحات یا آخری سانس تک جماعت کا قدم انشاء اللہ تعالیٰ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ آخر میں آپ نے موعود خلافت کی قدر کرنے اور عملی طور پر اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کرنے کے لئے وقف کرنے کی ترغیب دلائی۔

اس کے بعد صاحب صدر نے سامعین اور مقررین کا شکریہ ادا فرمایا۔ اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے اجتماعی دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

اس جلسہ کی تشہیر کئی روز قبل اعلانات اشتہارات اور متعدد روزناموں میں اعلان کے ذریعہ کروائی گئی تھی۔ ہال کو بھی جلسہ کے لئے اہتمام سے سجایا گیا تھا نیز جوبلی ہال کے چاروں طرف بجلی کے بلب سے چراغاں کیا گیا لاؤڈ اسپیکر کا معقول انتظام تھا۔ جلسہ میں غیر احمدی احباب نے بھی شرکت کی۔ اس جلسہ کے انتظامات میں خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے بہت محنت سے حصہ لیا۔ اور خدام ہی کے زیر اہتمام اس کا انعقاد عمل میں آیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اس پروگرام کے علاوہ بیگم صاحبہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین امیر جماعت کی طرف سے اس بابرکت تقریب پر بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ فجزاھا اللہ احسن الجزاء۔

اسی دن یعنی جمعہ اور ہفتہ کی شب میں خدام الاحمدیہ کی طرف سے اجتماعی پروگرام تھا۔ چنانچہ صبح کو نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے خصوصیت سے دعائیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ جلد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت بخشے۔ اور کام کرنے والی لمبی زندگی عطا فرما دے۔ آمین۔

محمد صادق قائد مجلس خدام الاحمدیہ

## بمبئی

۲۰ فروری کو بعد نماز مغرب جماعت احمدیہ بمبئی نے ”یوم مصلح موعودؓ منایا“۔ مکرم تقی بر احمد صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ مکرم پی عبدالرزاق صاحب صدر جماعت نے درثمین سے ”اولاد کے حق میں دعائیں اور پیشگوئیاں“ والی نظم کا منتخب حصہ پڑھا۔ اس کے بعد مکرم بشیر محمد خان صاحب حیدرآبادی نے ”مصلح موعود کے کارنامے“ کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے تاریخی طور پر پیدائش سے موجودہ عہد تک کے واقعات بیان کئے۔ جا بجا نظم کو پڑھتے گئے۔ آپ کی تقریر ۴۵ منٹ تک جاری رہی۔

اس کے بعد خاکسار نے اپنی تقریر میں پسر موعود والے الہامات کی تشریح و تفسیر کی۔ اور بتایا کہ حضور ایدہ اللہ نے ان برکات سے حصہ پایا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ جماعت احمدیہ بھی ان الہامات کی مصداق بنتی جا رہی ہے۔ یہ مفہوم واضح کرنے کے لئے مجھے ہر جملہ اشتہار کی تشریح کرنا پڑی۔ ۹ بجے میری تقریر ختم ہوئی۔ اس کے بعد احباب نے اجتماعی طور پر حضور ایدہ اللہ کی صحت کیلئے دعائیں کیں اور جلسہ برخواست ہوا۔ (رفیع اللہ مبلغ بمبئی)

# سیاست انقلاب کے موڑ پر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۱)

**کمیونزم** کیرالہ کے تازہ الیکشن نے پھر ایک بار ملکی و عالمی مسائل پر غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ ایک اہم سوال جو بار بار سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا واقعی کمیونزم کو ایک مذہبی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ جس طرح عام حالات میں مذہبی عقائد پر کوئی مخالفانہ رائے اثر انداز نہیں ہوتی کیا اسی طرح کمیونسٹ بھی کمیونزم کے خلاف عالمی رائے سے متاثر نہیں ہوتے؟

اگر یہ صحیح ہے تو پھر ہمیں کمیونزم کو محض ایک معاشی فلسفہ کہہ کر فرار کا موقع نہیں ملتا۔ یہ صحیح ہے کہ اس ازم کی بنیاد معاشی مطالبات پر ہے۔ اور اس کے ابتدائی داعیوں نے محنت کش طبقہ کو یہ پیغام دے کر طبقاتی جدوجہد شروع کی۔ مگر اس کے بعد بہت سے ایسے فلسفہ دان بھی اس ازم میں آئے جنہوں نے اسکو انسانی و اخلاقی قدار بھی جانچا اور اس کو ایک اخلاقی فلسفہ کے طور پر پیش کیا۔ کمیونزم کی ابتدائی دعوت میں عدم تشدد۔ امن و صلح۔ امداد باہمی اور ترک حقوق باہمی جیسے زندگی کے اخلاقی فلسفے نہیں ملتے۔ مگر آج اس تحریک کے حامی کہتے ہیں کہ کمیونزم نے عقائد اور زندگی کی ان اقدار کا حامی نہیں۔ یہیں سے انسانی تصورات اور اخلاقی نظریات میں تصادم ہوا۔ کمیونزم نے اپنے نقطۂ نظر سے اخلاقیات کی تعریف کی اور اس معاشی تحریک کو انسانیت و اخلاق کا ایک ضابطہ بنا کر پیش کیا۔ نئے ادب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اشتراکی علماء نے اس فن میں اچھی جہارت حاصل کی۔ اخلاقیات کے پرانے تصور جن پر پرانے سماج کی بنیاد تھی قابل معلوم ہونے لگے اور اب کمیونزم صرف اس بناء پر مقبول نہیں رہا کہ وہ ایک معاشی فلسفہ تھا اب وہ ایک انسانی۔ اخلاقی اور بعض اوقات روحانی فلسفہ بھی سمجھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کمیونزم کے خلاف کوئی پرانا معنوی حربہ کارگر ثابت نہیں ہوتا۔

**کمیونزم کے خلاف ردعمل** کیرالا میں جب متحدہ محاذ نے کمیونسٹ حکومت کے خلاف صف آرائی کی۔ اس وقت تک بھارت کے ارباب حل و عقد کو اس کی مضبوط پوزیشن کا صحیح احساس نہیں تھا۔ ہندو چینی کے سرحدی اختلافات اور اس کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کی دورخی یا مبہم تجاویز کا بھارت کے بعض حصوں میں جو ردعمل ہوا اس سے بھی بادی النظر میں یہی غلط فہمی ہوئی۔

۱۹۵۸ء نومبر میں جب کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا نے میرٹھ میں اپنی قومی کونسل کا چہار روزہ اجلاس منعقد کیا تو اہل شہر نے انہیں جلوس نکالنے دیا نہ ۱۸۵۷ء کے شہداء کی یادگار پر پھول چڑھانے دیئے۔ اس کے بعد غازی آباد میں بھی کمیونسٹوں سے یہی سلوک کیا گیا۔ برلا مل دہلی کے مزدوروں کو جب مسٹر ڈانگے نے مخاطب کرنا چاہا اس وقت بھی ان کے ساتھ یہی بدسلوکی کی گئی۔ پھر گوالیار میں بھی ایسا ہی ہوا۔ اور جب ۲۴ نومبر کو بنگالی کمیونسٹوں نے ایک جلوس نکالا اور یہ نعرہ لگایا کہ "چینی امن کا حامی ہے" اس پر ہندوستان کے اکثر اخبارات نے بڑی برہمی کا اظہار کیا۔ ان تمام واقعات سے معلوم ہوتا تھا کہ کمیونسٹ پارٹی بھارت میں ذلیل و خوار ہو گئی ہے۔ اور اب اس کا یہاں کوئی پرسان حال نہیں اس خیال کو بھارت کے سیاسی لیڈروں کے بیانات سے بھی بہت تقویت پہنچی۔ وزیر اعظم ہند۔ وزیر داخلہ اور صدر کانگریس نے کر سچ پر کافی تاملاتن تنگ نے بار بار کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا پر بے اعتمادی کا اظہار کیا۔ اور کبھی اس پر غداری کا الزام بھی لگایا۔ قوم کے ردعمل اور لیڈروں کے بیانات کے بعد عام خیال یہ تھا کہ اب بھارتی کمیونسٹ پارٹی کے حامیوں کی تعداد میں بھاری کمی آگئی ہوگی مگر جب ۴ فروری کو کیرالا کے حالیہ الیکشن کے نتائج شائع ہوئے تو معلوم ہوا کہ اسمبلی کے اندر اکثریت حاصل کرنے میں تو یہ پارٹی ناکام رہی۔ مگر قوم کی ہمدردی بھی ساتھ پہلے سے دس فی صدی بڑھ گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کیرالا اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے کے بعد بھی بھارت کے لیڈروں کو چین نہیں۔ خصوصاً جب اس کی دس سالہ رفتار ترقی پر غور کیا جاتا ہے تو پریشانی اور بڑھ جاتی ہے ۱۹۵۱ء کے تمام انتخابات میں کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کو صرف پانچ لاکھ ستر ہزار ووٹ ملے تھے۔ ۱۹۵۹ء میں ایک کروڑ ستر لاکھ ووٹ ملے۔ اس کو بھارت میں بیانت اشتراکیت کی حیرت انگیز مقبولیت کہہ سکتے ہیں۔ اور حالیہ الیکشن میں کیرالہ کے کمیونسٹوں نے جو کردار پیش کیا ہے۔ اس سے ساری دنیا حیران ہے جن حالات میں کیرالا کا یہ وسط مدتی انتخاب ہوا ہے۔ اس وقت کمیونسٹ پارٹی ۳۲ دانتوں کے درمیان زبان کی حیثیت رکھتی تھی۔ کلیسا کی بے پناہ طاقت اس کی بیخ کنی پر تلی ہوئی تھی۔ کانگریس اس پارٹی پر غداری و وطن فروشی کا الزام لگا کر اہل کیرالہ کو اس سے ہوشیار کر چکی تھی۔ پرجا سوشلسٹ پارٹی مسلم لیگ سبھی ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے تھے۔ اور افسوس یہ کہ بعض اداروں نے اسے مذہب اور دہریت کی جنگ قرار دے کر مذہب پرستوں کو اس کے خلاف بھڑکا دیا تھا۔ یہ ساری فتنہ سامانیاں تھیں۔ مگر سنجیدہ اور تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت نے اگر کسی فتنہ کی تائید کی تو وہ "فتنہ اشتراکیت" ہے۔ ہمیں اس الیکشن کا تجزیہ کرتے وقت حقیقت پسندی سے کام لینا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ کیرالہ میں کمیونسٹ پارٹی کو کس نے ووٹ دیئے جاہل غریبوں اور عورتوں نے یا تعلیم یافتہ اور کیرالہ کے باشعور طبقہ نے۔ کیرالہ میں متحدہ محاذ کی کامیابی کی قدر و قیمت اسی سے معلوم ہو جاتی ہے۔ جو لوگ ہندوستان میں جمہوریت کی بقاء کے بہانے کوشاں ہیں۔ انہیں اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ آخر جمہوریت سے بیزاری کی کیا وجہ ہے؟ کہیں بھارت کا سمجھدار طبقہ جمہوریت نوازوں کی وعدہ خلافی۔ تنگ نظری اور خود غرضی سے تو بیزار نہیں ہو گیا؟

**کیرالا انتخابات کا تجزیہ** کیرالا اسمبلی کی کل ۱۲۷ سیٹیں ہیں۔ ان میں ۱۲۶ منتخب ہوتے ہیں۔ ایک ممبر گورنر کی طرف سے نامزد کیا جاتا ہے۔ ۱۲۶ سیٹوں کے لئے ۳۱۲ امیدواروں نے کاغذات داخل کئے ان کی کامیابی ناکامی اور ووٹوں کی تعداد ذیل کے نقشے سے معلوم ہو جاتی ہے

| پارٹی | کل امیدوار | کامیاب | ووٹوں کی کل تعداد |
|---|---|---|---|
| کانگریس | ۸۰ | ۶۳ | ۲۷ لاکھ ۹۱ ہزار ۴۲۹ |
| پی ایس پی | ۳۳ | ۲۰ | ۱۱ لاکھ ۴۶ ہزار ۲۹ |
| مسلم لیگ | ۱۲ | ۱۱ | ۴ لاکھ ۹۹ ہزار ۳۲۵ |
| کمیونسٹ پارٹی | ۱۰۹ | ۲۶ | ۲۳ لاکھ ۷۵ ہزار ۲۵۹ |
| حامیان کمیونسٹ پارٹی | ۱۴ | ۸ | ۵ لاکھ ۴۴ ہزار ۷۷۸ |
| انقلابی ایس پی | ۱۸ | ۱ | ۱ لاکھ ۶ ہزار ۱۴۷ |
| لوہیا سوشلسٹ پارٹی | ۳ | × | ۱۱ ہزار ۲۹۷ |
| جن سنگھ | ۳ | × | ۵ ہزار ۲۷۷ |
| کرناٹک سمتی | | × | ۵ ہزار ۹۲۴ |
| آزاد امیدوار | ۱۶ | ۲ | [illegible] |

کل ووٹروں کی تعداد اسی لاکھ سے [illegible]

اگر آپ ووٹوں کی فہرست پر نظر ڈالیں تو سب سے زیادہ ووٹ کمیونسٹوں کے نظر آئیں گے۔ یعنی ۲۳ لاکھ ۷۵ ہزار ۲۵۹ اور کمیونسٹ نوازوں کے ۵ لاکھ ۴۴ ہزار ۷۷۸ یعنی کیرالا کے اس انتخاب میں کمیونسٹ بلاک کو ساڑھے انتیس لاکھ سے زیادہ ووٹ ملے ہیں۔ حالانکہ ۱۹۵۷ء کے انتخاب میں کیرل کمیونسٹ پارٹی کو صرف ۲۰ لاکھ ووٹ ملے تھے۔ یہی امر قابل غور ہے کہ اتنی شدید مخالفت کے باوجود اس کو ۳ لاکھ ووٹ زیادہ کیسے مل گئے۔ اور اس کے حامیوں کی تعداد اتنی زیادہ کیسے آگئی۔ حالانکہ کانگریس پارٹی اپنے تمام اثر و رسوخ اور وسائل کے باوجود اپنے ووٹوں کی تعداد میں صرف ۵ لاکھ یعنی ۴ فیصدی کا اضافہ کر سکی۔

**نتیجۂ انتخاب** اس نتیجۂ انتخاب پر نظر ڈالنے کے بعد یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ متحدہ محاذ کی مخالفت اور ہند و چین کے سرحدی جھگڑے بھی کوئی چیز کمیونسٹ پارٹی یا اس کے حامیوں کو متاثر نہیں کر سکی۔ وہ اپنے نیک موقف میں ویسے ہی پختہ ہیں جیسے سقوط وزارت سے پہلے تھے۔

**بین الاقوامی تحریکات** کمیونسٹ پارٹی کی اس حیرت انگیز مقبولیت کے بہت سے اسباب ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان میں سے سب سے اہم سبب اہل جمہوریت کی وہ کوتاہ اندیشی ہے جس سے وہ ابھی تک کمیونسٹ پارٹی کے خلاف کام لے رہے ہیں۔ سب سے اہم حقیقت جو عموماً نظر انداز کر دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ کمیونزم ایک عالمگیر نظریاتی تحریک ہے۔ ایسی تحریکوں کے ہمیشہ دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک بین الاقوامی اور ایک ملکی۔ ہندوستانی مفکروں کا عموماً یہ دستور رہا ہے کہ وہ بین الاقوامی تحریکات کو ملک و وطن کی وفاداری کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور ایسی تحریکوں کے ماننے والوں پر غداری و وطن فروشی کا الزام لگا دیتے ہیں۔ حالانکہ غداری و وطن فروشی انسانی فطرت و غیرت کے منافی ہے۔ افراد اس جرم کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ جماعت من حیث الجماعت اس کی مرتکب نہیں ہو سکتی۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا اشتراکی نظریات کے ماتحت ہندوستان کی تعمیر کرے۔ مگر یہ ناممکن ہے کہ ہندوستان کو روس و چین کا باج گذار بنا دے۔

جو لوگ بھارت کے مسائل اشتراکی نقطۂ نظر سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی نیک نیتی یا حب وطن پر شبہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ضرورت ہے اس سے بہتر نظریہ پیش کرنے اور ان سے اعلیٰ معیار کردگی قائم کرنے کی جو زندگی اور عمل کے اسے پہلو کو نظر انداز کر کے متبادل نظریات رکھنے والوں پر غداری و وطن فروشی کا الزام لگاتے ہیں وہ صرف زبان و قلم سے [illegible]

ناانصافی ہی نہیں کرتے بلکہ انتہائی تنگ نظری کا بھی ثبوت دیتے ہیں۔ وفاداری اور غداری کے مفہوم کی تحدید ہونی چاہیئے۔ مگر سیاسی لوگ جونک ہیں یہ حقیقت ملحوظ نہیں رکھی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدعی و مدعا علیہ کسی نے اپنی پوزیشن پہ سنجیدگی سے غور نہیں کیا اور دونوں طرف تعصب۔ ضد اور ہٹ دھرمی کام کرنے لگی۔ کیرالا کا تازہ الیکشن اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

## مسلم لیگ

اس انتخاب میں دوسری چیز جو بے نقاب ہو کر سامنے آئی وہ مسلم لیگ کی غیر متوقع مقبولیت ہے اس جماعت نے ۹۹ فی صدی کامیابی حاصل کی ہے۔ اسلام اور اشتراکیت دونوں بین الاقوامی تحریکات ہیں۔ مگر یہ وطن دوستی میں بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ ملک کے سنجیدہ اور باعمل طبقہ کی ان سے دلچسپی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ اب بھارت بھی جاگیرداری میں داخل ہونے کے لئے قدم آگے بڑھا رہا ہے۔

مسلم لیگ کی حیاتِ ثانیہ بھی بھارت کی بدلتی ہوئی سیاست کی ایک دلیل ہے۔ یکم نومبر ۵۹ء کو بمبئی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے پریزیڈنٹ محمد اسمٰعیل صاحب کا جس طرح استقبال کیا گیا۔ اور ان کے جلسہ میں جس جوش و خروش سے لوگ شریک ہوئے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بھارت کی سیاست انقلاب کے موڑ پر آگئی ہے۔ تقسیم ہند کے بعد ہندوستان میں مسلم لیگ کا وجود بے حقیقت ہو کر رہ گیا تھا۔ ملکی معاملات میں اس کی کوئی آواز نہیں تھی۔ مگر کیرالا کے انتخاب میں اس پارٹی نے جو کردار ادا کیا۔ اس سے بھارت کے تمام سیاست دان فکر مند ہو گئے ہیں۔

## ہند و پاک تعلقات

ان سیاسی انقلابات میں جو چیز سب سے زیادہ حوصلہ افزا ہے۔ وہ ہند و پاک کے خوشگوار تعلقات ہیں۔ ہر محب وطن یہ دیکھ کر پُر امید نظر آتا ہے کہ ان دونوں ہمسایہ ممالک کی کشیدگی میں دن بدن کمی آتی جا رہی ہے۔ مسٹر جے پرکاش نارائن نے پرجا سوشلسٹ پارٹی کی سلور جوبلی کے موقعہ پر بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ درست بات کہی کہ ہندی چینی بھائی بھائی ہوں یا نہ ہوں مگر ہندوستانی اور پاکستانی بھائی بھائی ضرور ہیں۔ سرحدی جھگڑے جو دونوں ملکوں کے تعلقات میں تلخی کا باعث بنے ہوئے تھے۔ دونوں طرف کے مدبروں کی مخلصانہ کوششوں سے ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ مشرقی سرحد کا قضیہ طے ہو چکا ہے۔ پاکستان ڈھُکّی گرام ہندوستان کو واپس کر چکا ہے۔ جس پر ایک سال سے پاکستانی افواج نے تسلط کر رکھا تھا۔ اس کے بدلے ہندوستان نے بھی بعض علاقے جن کی

چوکیاں مشرقی پاکستان کے سپرد کر دی ہیں۔ مغربی سرحد کا معاملہ ذرا پیچیدہ ہے۔ مگر دنیا کی کوئی مشکل نہیں جسے اخلاص پاک دلی اور نیک نیتی دور نہ کر سکتی ہو۔ چنانچہ اب مغربی سرحد کے مسائل بھی حل ہوتے جا رہے ہیں۔ ۹ رفروری کو پنڈت جواہرلال نہرو نے پارلیمنٹ کے ایوان کو بتایا کہ ریڈ کلف ایوارڈ ہند و پاک دونوں نے مان لئے ہیں۔ اور اسی کے مطابق مغربی سرحد کے تمام جھگڑے طے ہو گئے۔ اور آخری اطلاع یہ ہے کہ سلیمانکی ہیڈ ورکس کا جو علاقہ پاکستان کو دیا جا رہا ہے

## جنرل موسےٰ کا دعوت نامہ

سیاسی تعلقات کے ساتھ ان دونوں ملکوں کے اقتصادی اور دوستانہ تعلقات بھی خوشگوار ہوتے جا رہے ہیں۔ ہند و پاک کے درمیان کئی تجارتی معاہدے ہو چکے ہیں جن سے اقتصادی تعلقات بحال کرنے میں مدد ملی ہے۔ اب ۲۵ رفروری کو ہندوستانی افواج کے کمانڈر انچیف جنرل تھمایا جنرل موسےٰ کی دعوت پر گھوڑوں کی نمائش دیکھنے لاہور گئے۔ یہ دعوت نامہ اور ہندوستانی افواج کے چیف آف اسٹاف کا اسے قبول کر لینا یہ دونوں چیزیں نہایت قابلِ قدر دوستانہ جذبات کا اظہار کرتی ہیں۔ اسی طرح ہندوستانی صحافیوں کا ایک وفد بھی پاکستان کے دورۂ خیرسگالی پر جا رہا ہے۔ جو لوگ ان دونوں ممالک کے مضبوط رشتوں اور پھر ان کی پیچیدگیوں سے واقف ہیں۔ وہ ان دوروں کو مسٹر آئزن ہاور اور مسٹر خروشچیف کے دوروں سے بھی زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ بارہ سال کے مختصر سے عرصہ میں ہند و پاک کی سیاست میں کتنے موڑ آئے ہیں۔ اس کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ تقسیم ہند کے بعد ایک ایسا وقت آیا جب بھارت نے آپس کی آزردگی سے پریشان ہو کر ہندوستان اور چین کا ایک بلاک بنانا چاہا۔ مگر آج یہ حال ہے کہ بھارت کا ایک سنجیدہ اور معزز طبقہ ہند و پاک کے مشترکہ دفاع کی تجویز کا بھی زبردست حامی ہے۔

## پاکستانی سرکار

اس تغیر کا ایک سبب پاکستانی حکومت کا استحکام بھی ہے۔ پہلے امریکہ کے بعض اخبار بھی پاکستانی گورنمنٹ کو ڈگمگاتی کشتی کہتے تھے۔ مگر جب سے فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں برسرِ اقتدار آئے ہیں لوگوں کو پاکستان پر اعتماد کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اور جس دن سے وہاں بنیادی جمہوریت کے اصول پر انتخابات ہوئے ہیں اسی طرز حکمرانی بھی مفکروں کی توجہات کا مرکز بن گئی ہے۔ ۱۳ رفروری کو بنیادی جمہوریت کے منتخب نمائندوں میں سے

۹۸ فیصدی نے فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کی صدارت پر اظہارِ اعتماد کیا ہے۔ اور اب وہ قانونی طور پر مملکت پاکستان کے سربراہ ہو گئے ہیں۔ چین کے جارحانہ اقدام کے بعد ہر وطن دوست ہندوستانی کو پاکستان کا یہ استحکام امید افزا معلوم ہوتا ہے۔

## ہند و چین خط و کتابت

چین کی توسیع پسند پالیسی سے بھارت۔ برما اور انڈونیشیا میں جو خوف و ہراس کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ اس میں اب کچھ کمی نظر آتی ہے۔ ان جھگڑوں کی بنیاد سرحدوں کی تعیین پر تھی۔ اس سلسلہ میں وزیر اعظم ہند اور مسٹر چو این لائی کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی۔ وہ بہت دلچسپ ہے۔ ان خطوط میں تلوار کی زبان استعمال کرنے کی بجائے تاریخ اور علم کی زبان بھی استعمال کی گئی ہے۔ اس لئے لگتا ہے کہ یہ سرحدی نزاع خالص علمی مسئلہ بھی بنتا رہا۔

ہندوستان اور چین کے درمیان ستمبر ۵۴ء سے نومبر ۵۹ء تک سرحدی مسائل پر جو تبادلۂ خیالات ہوا۔ وہ ایک یادداشت کی صورت میں حکومت ہند کی طرف سے شائع کر دیا گیا ہے۔ ہند سرکار نے اس کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی شائع کیا ہے۔ جس میں ہندوستان کی شمالی سرحد کا تاریخی پس منظر بیان کیا گیا ہے۔

## کورو پانڈو آریہ نہیں تھے

حکومت ہند نے اس ضمیمہ میں رگ وید۔ وشنو پران۔ مہابھارت اپنشد کالی داس کی رگھو ونش اور آئینِ اکبری کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ ہمالہ عہد قدیم سے ہند و چین کے درمیان سرحد کا کام دیتا رہا ہے۔ اس ضمیمہ میں بہت سے نئے علمی انکشافات بھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ جنگ مہابھارت کے دونوں فریق یعنی کورو اور پانڈو ہمالہ کی ترائی کے رہنے والے غیر آریہ قبائل تھے جن میں کثرت شوہری کا رواج تھا۔ جو لوگ آج تک کورو اور پانڈو کو آریہ قبائل کا سربراہ سمجھتے آرہے ہیں۔ انہیں ضمیمہ کی اس عبارت سے بہت تعجب ہوا ہوگا۔ اس ضمیمہ میں مہاتما گوتم بدھ اور مہابیر سوامی کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ وہ ہمالہ کے پہاڑی قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔ "اپنشد" جو ہندو تعلیمات کی اہم مذہبی اور اہم فلسفیانہ کتب ہیں۔ ان کے متعلق بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ ان کے روحانی خیالات ہمالہ کے جنگلات سے نکلے ہیں۔ اس ضمیمہ میں مشہور سیاسی مصنف "کوٹلیہ" کی تصنیف "ارتھ شاستر" کا یہ حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ کہ ہمالہ دیوتاؤں کا

مسکن ہے۔ اور مغل بادشاہوں کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ وہ ہمالہ کو ہندوستان کی قدرتی فصیل سمجھتے تھے۔ اگر بھارت سرکار چاہتی تو اور مسلمان بادشاہوں اور مسلم سیاحوں کے حوالے دے سکتی تھی۔ جنہوں نے ہندوستانی سرحد کی تعیین کی ہے۔ مشہور مسلمان سیاح ابن بطوطہ کے سفرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمد بن غیاث الدین تغلق کے عہد میں ہندوستان کی سرحد تبت تک پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ جب بادشاہ چین نے کوہ قراچل پر ایک شوالہ بنانا چاہا تو اس نے سلطان محمد تغلق کی خدمت میں نہایت بیش قیمت تحائف کے ساتھ ایک سفارت بھیجی اور اس پہاڑ پر جو تبت کی حدود میں تھا شوالہ بنانے کی اجازت مانگی۔ سلطان نے اسی سفارت کے جواب میں ابن بطوطہ کو چین کا سفیر بنا کر بھیجا۔

اس کے جواب میں چینی سرکار نے بھی ایک وائٹ پیپر شائع کیا۔ اور انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے حوالہ سے اپنا یہ موقف ثابت کیا کہ ہند و چین کی سرحد کا ابھی تک تعیین ہوا ہی نہیں ہے۔

## وزیر خارجہ امریکہ

چینی موقف کو امریکہ کے وزیر خارجہ مسٹر ہرٹر کے بیان سے بھی تائید ہوئی۔ انہوں نے ۲۳ ر نومبر کو اس سرحدی نزاع پر بیان دیتے ہوئے کہا کہ "میکموہن لائن" کوئی تسلیم شدہ لائن نہیں ہے۔ اور یہ کہ ہندوستانی سرحدوں کی بھی طرح وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ لیکن اس اخباری کانفرنس کے بعد ہی ایک اور بیان جاری کیا گیا۔ اس میں مسٹر ہرٹر نے چین پر جارحیت کا الزام لگایا۔

## انڈونیشیا و نیپال وغیرہ

اگرچہ چینی بھوت نیپال۔ بھوٹان سکم۔ برما اور انڈونیشیا سبھوں کے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ اور چاہیئے تھا کہ یہ چھوٹی چھوٹی طاقتیں متحد ہو کر اس بڑی طاقت کا مقابلہ کرتیں مگر واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری حکومتیں ہندوستان کی دوستی پر چین کی خوشامد کو ترجیح دیتی ہیں۔

## انڈونیشیا

حکومت انڈونیشیا خود چین سے اپنا معاملہ طے کر رہی ہے۔ اور انڈونیشیا سے چینی باشندوں کا انخلاء بھی ہو رہا ہے یہ انخلا حکومت انڈونیشیا کی اس شکایت پر ہوا ہے کہ چینی پھیری کرنے والے تجار انڈونیشیا کے دیہاتی باشندوں کو لوٹ کھسوٹ میں لگے رہتے ہیں نیز یہ کہ بعض سفارتی عملے ملکی سیاست میں حصہ لیتے ہیں۔

## نیپال وغیرہ

نیپال جو پہاڑی ریاستوں میں سب سے بڑی ریاست ہے۔ اس کی خارجہ پالیسی بھی ہندوستان سے ہم آہنگ نظر نہیں آتی۔ سکم اور بھوٹان کا بھی یہی حال ہے یہ دونوں ہندوستان کی دوستی چاہتی خود مختاری کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن چونکہ

# پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مصداق مصلح موعودؓ کے زمانہ کی چالیس تعیینات

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

(۳)

(۲۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سراج منیر کتاب کی اشاعت کی تحقیق کے متعلق یہ اعلان فرمایا تھا کہ وہ مصلح موعود کے متعلق کامل انکشاف ہو جانے کے بعد شائع کی جائیگی مگر کئی سالوں کے بعد اس کی اشاعت فرمائی اور اس میں مصلح موعود کی پیدائش ہو چکنے کا اعلان فرمایا۔ جبکہ آپ نے پہلے یہ اعلان فرمایا تھا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق کے متعلق اعلان کامل انکشاف کے بعد کیا جائیگا۔ اور پھر اعلان فرمایا تو اس کے متعلق یہی سمجھا جائیگا کہ ایسا اعلان آپ نے کامل انکشاف کے بعد ہی فرمایا۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کر دیا۔ ورنہ اگر کامل انکشاف نہ ہوا ہوتا تو خلاف وعدہ اطلاع کیوں دیتے۔

اور اگر آپ نے کامل انکشاف کے بغیر ہی اطلاع دی تھی۔ تو اس کے متعلق پہلے کی طرح یہ اعلان بھی ہونا چاہیئے تھا کہ میں ابھی کامل انکشاف کے بغیر ہی اطلاع دے رہا ہوں۔ اور یہ صرف میرا ہی اجتہاد ہے اس کے مصداق کے متعلق ابھی تک کوئی الہام نہیں ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ابھی تک اس کے متعلق کوئی تعیین کی گئی ہے۔ جبکہ آپ کی منشاء کامل انکشاف کے بعد اطلاع دینے کی تھی تو پھر اس کے بغیر اطلاع دینے کی کیا ضرورت پیش آگئی۔ اور آپ نے اپنے وعدہ کے خلاف کیوں کیا۔ اور اگر آپ نے ایسا کیا تھا تو کسی نے اس پر اعتراض کیوں نہ کیا۔ اور ایسی اطلاع کو بے فائدہ کیوں نہ ٹھیرایا۔ بلکہ اس کے تو یہ معنی تھے۔ کہ آپ خود جان بوجھ کر اپنے وعدہ کا پاس نہ کرتے ہوئے لوگوں کو مغالطہ میں ڈال رہے تھے نعوذ باللہ من ذالک۔ اگر آپ کی ذات سے قبل الہام کے ذریعہ سے مصلح موعود کے متعلق تعیین نہ ہوئی تھی۔ تو آپ کو چاہیئے تھا کہ ذلالت کے وقت ہی ایسا اعلان کر دیتے کہ میری یہ بار بار کی اطلاعات صرف میرے ذاتی اجتہاد سے ہیں۔ اور یہ صرف میرا اخلاقی خیال ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تا حال مجھ پر اس کی تعیین ظاہر نہیں ہوتی۔ یہ کہ اگر آپ کامل انکشاف سے اطلاع دیتے تو اس کے ساتھ کامل انکشاف کے الفاظ بھی ضرور لکھنے چاہیئے تھے۔ درست نہیں اور یہ روزمرہ کی بول چال سے ناواقفی کا نتیجہ ہے ہم تو دیکھتے ہیں کہ اختصار کے پیش نظر کسی مذکورہ کلام کو دوسرے موقع پر حذف کر دیا جاتا ہے۔

اگر آپ کی اطلاعات کامل انکشاف کے نتیجہ میں نہ ہوتیں تو ایفاء وعدہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مخالفین ضرور یہ دریافت کرتے کہ آیا اس موعود کے متعلق کوئی تعیین ہوئی ہے یا نہیں۔ یا یہ پیشگوئی کسی دوسرے وقت پر جا پڑی ہے۔ ان کا ایسا نہ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ آپ کی اطلاعات سے یہی سمجھتے تھے کہ آپ ان اطلاعات کو کامل انکشاف کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔

جو لوگ اس پیشگوئی کو ملتوی قرار دیتے ہیں۔ اور دوسروں سے تعیین کے متعلق کامل انکشاف کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ان سے ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ اس کے التواء کے متعلق کامل انکشاف دکھائیں۔ جس میں یہ ذکر موجود ہو کہ مصلح موعود کی پیدائش ابھی تک نہیں ہوئی۔ بلکہ اسکی پیدائش ملتوی کی گئی ہے یا وہ کسی آئندہ زمانہ میں ہوگی۔ اس کی نو سالہ ابتدائی میعاد منسوخ کی جاتی ہے۔ اور اسکی پیدائش تیسری یا چوتھی صدی میں ہوگی۔ جس طرح اسکی پیدائش کے بارہ میں وہ کامل انکشاف کے الفاظ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی اسکی آئندہ پیدائش کے بارہ میں کامل انکشاف کے الفاظ دکھائیں۔ وہ دکھائیں کہ حضرت اقدس نے یہ تحریر فرمایا ہو۔ کہ مجھ پر الہام کے ذریعہ سے اس بارہ میں کامل انکشاف ہو گیا ہے کہ اسکی پیدائش کسی آئندہ زمانہ میں ہوگی۔ ابھی تک ہوئی نہیں۔

الہام مظہر الحق والعلا کا دوبارہ ہونا اس امر کی دلیل نہیں کہ مصلح موعود کی پیدائش اس وقت تک نہیں ہوئی تھی۔ دوبارہ الہام ہونے کی غرض و وجہ اس کے سوا کوئی اور ہو سکتی ہے۔ یعنی اس دوبارہ الہام کے ذریعہ سے صرف یہ بتایا گیا ہے کہ اس کا ظہور آئندہ ضرور ہوگا۔

(۲۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کی پیدائش ہو چکنے اور اس کے موجود ہونے کے متعلق کامل انکشاف پاکر تصدیق فرما دی تھی۔ چنانچہ اس کامل انکشاف کے لئے آپ نے بشارت کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا\
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا\
کرونگا دور اس مہ سے اندھیرا\
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا\
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی\
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس کامل انکشاف میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سمجھا دیا تھا۔ کہ جو آپ نے سمجھا ہے درست ہے۔ وہ لڑکا پیدا ہو چکا ہے اور بقید حیات ہے۔ ہاں اس کا ظہور آئندہ وقت پر ہوگا کے الفاظ نے ان دونوں باتوں کو الگ الگ بیان کر دیا۔ لفظ "ہے" نے اس کی موجودگی بتا دی ہے۔ اور "ہوگا" کے لفظ نے اس کے آئندہ ظہور کا پتہ دے دیا۔ پس اگر کوئی کامل انکشاف ہی پر اصرار کرتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے تعیین چاہتا ہے۔ تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ اس سے بڑھکر اور کیا کامل انکشاف ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مصلح موعود کی موجودگی اپنی بشارت کے ذریعہ سے آپ کو دے دی۔ جس کا آپ نے اعلان مذکورہ اشعار میں فرما دیا تھا۔

ہندوستان کے ایک غیر مسلم سکھ صحافی سردار ارجن سنگھ ایڈیٹر "رنگین" امرتسر نے حضورؑ کے ان اشعار سے وہ کچھ دیکھا اور سمجھا جو اہل منکرین خلافت اور ان کے ساتھیوں کو باوجود علم کے سمجھ نہ آیا۔ آئیے انکی شہادت دیکھیئے وہ لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں جبکہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ ابھی بچے ہی تھے یہ پیشگوئی کی تھی کہ

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا\
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا\
کرونگا دور اس مہ سے اندھیرا\
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا\
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی\
فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ پیشگوئی بیشک حیرت پیدا کرنے والی ہے۔ ۱۹۰۱ء میں نہ میرزا بشیر الدین محمود کوئی بڑے عالم و فاضل تھے۔ اور نہ آپ کی سیاسی قابلیت کے جوہر کھلے تھے۔ اس وقت یہ کہنا کہ تیرا ایک بیٹا ہے اور ایسا ہوگا ضرور کسی روحانی قوت کی دلیل ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جس وقت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا اعلان کیا ہے۔ اس وقت آپ کے تین بیٹے تھے آپ تینوں کے لئے دعائیں بھی کرتے تھے لیکن پیشگوئی صرف ایک کے متعلق ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک ہی اور اکیلا ایسا ثابت ہوا ہے کہ اس نے ایک عالم میں تغیر پیدا کر دیا ہے"۔

سردار صاحب نے اس امر کو خوب سمجھا ہے کہ جس لڑکے کے متعلق مذکورہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ وہ ایسا ایسا ہوگا وہ اس وقت موجود تھا اور ابھی بچہ تھا۔ اس نے آئندہ اپنے ظہور سے ان مذکورہ امور کو پورا کرنا تھا۔

پس ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ ان میں الہامی بشارت کے ذریعہ سے اسکی موجودگی کا کامل انکشاف کر دیا گیا تھا۔ اور یہ بات اظہر من الشمس تھی۔ ہاں ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس کا ظہور اپنے وقت پر ہوگا۔

(۲۹)

اس بات کے ثبوت اور مزید تائید میں ایک انتیسویں نمبر پر اہل پیغام کے گھر کے آدمی کی گواہی پیش کرتا ہوں۔ مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفّی اپنی اس کتاب میں ۱۹۰۱ء میں لکھتے ہیں:۔

"ایک وہ زمانہ تھا جبکہ ابھی تک مسیح موعود کی کوئی اولاد نئی زوجہ سے جو ایک اعلیٰ مشہور خاندان سادات سے تھی نہیں ہوئی تھی پیشگوئی کی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا جو مشرق سے مغرب تک دین اسلام کو پھیلائیگا اسکا نام بشیر اور عمانوایل ہوگا اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا دیکھو ضمیمہ ریاض ہند مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء سو یہ پیشگوئی بھی بکمال صفائی پوری ہوگئی۔ اس وقت تک بائیس لڑکے موجود ہیں جو ہیں ایک وہ موعود بھی ہے جو اپنے وقت پر اپنے کمالات ظاہر کریگا اور وہ

۲۲۔ اور حضرت اقدس کا جانشین ہوگا۔ (عسل مصفّی جلد ۲ صفحہ ۵۸۲ مطبوعہ ۱۹۰۱ء) — مرزا خدا بخش صاحب تو اس امر کا اقرار ہے کہ (۱) وہ موعود لڑکا پیدا ہو چکا ہے جو اس وقت وہ موجود ہے (۲) اس کا ظہور ہو چکا ہے۔ ... جب حقیقتاً مصلح موعود اس کا ظہور ہوگا تو وہ اس وقت اپنے کمالات دکھائیگا (۳) وہ تین کو چار کرنیوالے فقرہ کا مصداق ثابت ہوا (۴) وہ حضرت اقدس کا جانشین ہوگا مگر یا آپ بعد انجمن کی پالیسی کے تحت قبول ہو یا غیب جو ... (باقی)

# محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ایف۔ آر۔ ایس لندن کی حیدرآباد میں تشریف آوری

## احمدیہ جوبلی ہال میں احباب سے خطاب

(از مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی۔ ایل۔ ایل۔ بی حیدرآباد)

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب احمدی جنہیں ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں لیکچر دینے اور آل انڈیا سائنس کانگریس کے اجلاسات منعقدہ بمبئی میں شرکت کرنے کے لئے حکومت ہند نے مدعو کیا ہے۔ بتاریخ ۱۳ر جنوری ۶۶ء مدراس سے حیدرآباد تشریف لائے۔ موصوف کی آمد کی اطلاع بمبئی سے مل چکی تھی۔ جس پر جائے قیام کے بارے میں مختلف ذرائع مثلاً یونیورسٹی اور متعلقہ دفتر حکومت آندھرا پردیش سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ بالآخر یہ معلوم ہوا کہ حکومت ہند کی جانب سے ڈاولنگ ایجنٹ نے راک کیسل ہوٹل میں ایک بڑا کمرہ محفوظ کرایا ہے۔ موصوف کا طیارہ ۲۱ بجے دوپہر کو حیدرآباد پہنچنے والا تھا۔ چنانچہ محترم نائب امیر مولوی احمد حسین صاحب، خاکسار، سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چنتہ کنٹہ۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر۔ سیٹھ محمد اعظم صاحب و محمد صادق صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد دیگر افراد جماعت و اراکین کے ساتھ طیران گاہ بیگم پیٹھ پر قبل از وقت پہنچ گئے۔ سکندرآباد سے سیٹھ یوسف الدین صاحب وغیرہ بھی طیران گاہ پہنچ چکے تھے طیران گاہ میں اُترتے ہی اہلاً و سہلاً و مرحبا کے نعروں سے موصوف کا استقبال کیا گیا۔ اور گل پوشی ہوئی۔ عثمانیہ یونیورسٹی کی جانب سے چند پروفیسران بھی استقبال کے لئے موجود تھے۔ ان سے ملاقات کے بعد علم ہوا کہ ۳ تا ۵ بجے تک یونیورسٹی میں محترم موصوف رہیں گے۔ تقریر ہوگی۔ سوالات و جوابات کا سلسلہ رہے گا۔ طیران گاہ سے موصوف کو محترم امیر صاحب سیٹھ عبد اللہ بھائی کی کار میں موصوف کے مقام مذکورہ سکندرآباد لے جایا گیا۔ جہاں امیر صاحب سے ملاقات کے بعد موصوف کے ہمراہ کھانے سے فارغ ہوکر یونیورسٹی پہنچا دیا گیا۔ موصوف کی طبیعت مسلسل تقریر دن اور سفر کے باعث کچھ علیل تھی۔ بعض دوائیاں محترم ڈاکٹر صاحب نے استعمال فرمائیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ یونیورسٹی سے فارغ ہوکر وہ اپنے جائے قیام پر کچھ آرام فرمائیں گے۔ اور شام کے سات بجے احمدیہ جوبلی ہال تشریف لاسکیں گے۔ جہاں موصوف کا جماعت کی جانب سے استقبال کیا جانا تھا۔ اہلِ حیدرآباد کو متعارف کرانا مقصود تھا۔ اس غرض کے لئے مقامی اخبارات میں اعلان کے علاوہ معززین شہر کو انفرادی طور پر دعوت نامے بھی بھیجے گئے۔

ساڑھے چھ بجے خاکسار سیٹھ یوسف الدین صاحب و مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر راک کیسل ہوٹل پہنچے۔ جہاں سمیع اللہ صاحب اور بہت سے پروفیسر پہلے سے موجود تھے محترم ڈاکٹر صاحب اپنے وقت پر کمرے سے باہر تشریف لائے۔ اور بعد چائے نوشی احمدیہ جوبلی ہال کے لئے روانہ ہوئے یہاں محترم نائب امیر صاحب و دیگر چند احباب کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ احمدیہ جوبلی ہال افراد سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ یہاں بکثرت گل پوشی کی گئی۔ اور احباب کے ساتھ فوٹو ہوئی۔ بعد ازاں مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب کی صدارت میں جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد پروفیسر سمیع اللہ صاحب نے محترم ڈاکٹر صاحب کا تعارف کرایا اور بتلایا کہ آپ کا تعلیمی معیار ابتدا سے کتنا بلند تھا اور اب تک کتنے اعزازات سے آپ سرفراز ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد خاکسار نے ایڈریس پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں موصوف نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ محض احمدیت کی برکت ہے۔ کہ انہیں ہندوستان کے ہر اُس مقام پر جہاں وہ تشریف لے گئے ایسی محبت اور اخوت کا اظہار ہوا ہے کہ کوئی جگہ انہیں نئی محسوس نہیں ہوئی۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا رہا کہ ہر جگہ ان کے اپنے بھائی موجود ہیں جو خلوص اور محبت سے پیش آتے رہے ہیں۔ پھر مغرب میں اسلام کی ترقی کے عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور سوالات کے لئے موقع دیا۔ سب سے پہلے خاکسار نے ایک سوال کیا جس پر موصوف نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعد ازاں سوالات کی چٹھیوں کا تانتا بندھ گیا۔ اور محترم موصوف جواب دیتے رہے موصوف کی تکان اور ناسازئ طبیعت کا لحاظ کرتے ہوئے مکرم صدر صاحب نے سوالات کے سلسلے کو محدود کر دیا۔ دعا کے بعد جمیع احباب جماعت سے انفرادی طور پر تعارف کرایا گیا۔ اور جوبلی ہال سے فارغ ہونے کے بعد شہر حیدرآباد کے چند تاریخی مقامات چار مینار مکہ مسجد۔ ہائی کورٹ۔ لائبریری اور حضور نظام کے محلات وغیرہ دکھانے کے بعد رات کے دس بجے واپس ہوٹل پہنچا دیا گیا۔ اور صبح آٹھ بجے حاضر ہونے کی اجازت لے کر خاکسار و مولوی اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر اور پروفیسر سمیع اللہ صاحب واپس ہوئے۔

دوسرے دن یعنی ۱۴ر کی صبح آٹھ بجے خاکسار پروفیسران سمیع اللہ صاحب و رشید الدین احمد خان صاحب راک کیسل ہوٹل پہونچے۔ وہاں سے الہ دین بلڈنگ سکندرآباد پہونچ کر محترم موصوف کا سامان رکھ دیا گیا اور سیٹھ یوسف الہ دین صاحب کو ساتھ لے کر سیٹھ عبد الحی صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر سے جو بغرض علاج حیدرآباد میں قیام فرما تھے ملاقات کرائی گئی۔ اور تاریخی قلعہ گولکنڈہ دیکھنے کے لئے دیگر احباب جماعت اکبر حسین صاحب سیٹھ رشید احمد صاحب چنتہ کنٹہ وغیرہم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب محترم نے تاریخی امور میں بھی بڑی دلچسپی کا اظہار فرمایا اور یہاں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کھڑے ہوکر دعا فرمائی تھی۔ اجتماعی دعا کی گئی۔ اور حیدرآباد واپس ہوکر سالار جنگ میوزیم دیکھا۔ تنگیٔ وقت کے باعث سرسری ہی دیکھا جا سکتا تھا۔ پھر بھی ایک فرد کے اس طرح نوادرات کے مجموعہ پر اظہار تعجب فرمایا۔ سکندرآباد پہنچ کر دوپہر کے کھانے سے فارغ ہوکر ظہر کی نماز ادا کی۔ بمبئی اور دہلی کی روانگی کے لئے طیران گاہ پہونچ گئے۔ یہاں محترم غلام احمد خان صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ و قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد بھی دیگر اراکین کے ساتھ خدا حافظ کہنے کے لئے پہونچ گئے۔ اور طیارہ ۲ بج کر ۴۵ منٹ پر پرواز کر گیا۔ اس طرح موصوف نے حیدرآباد میں ۲۴ گھنٹے بہت ہی مصروفیت کے گزارے اور جماعت احمدیہ حیدرآباد کو وقت کا بہت زیادہ حصہ عنایت فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مزید ترقیات و اعزازات سے نوازے۔ اور سائنس کی دنیا میں ایسا نمایاں مقام عطا فرمائے کہ جس سے احمدیت کا نام روشن ہو اور اسی طرح اسلام کا جھنڈا ساری دنیا پر لہرائے۔ آمین۔

# درخواست ہائے دُعا

(۱)

میرا پوتا افضل احمد ولایت سے ڈگری حاصل کرکے عدن آیا ہے۔ اور اس نے کام شروع کر دیا ہے۔ اس کی شاندار کامیابی لکھ بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائی جاوے۔

خاکسار حاجی محمد دین درویش
قادیان

(۲)

امسال میں لیبارٹری کے امتحان میں شریک ہو رہا ہوں احباب جماعت سے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار محمد ظہور حسین خان احمدی
طالب علم بلوری کالج۔ بیدری

(۳)

میرے دو بچوں نے امسال آٹھویں جماعت کا امتحان دینا ہے دونوں کی امتحان میں کامیابی کیلئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار محمد صدیق ثانی
ناظر ڈی سی آفس بونچھ

(۴)

خاکسار کے چھوٹے بھائی سید احتشام الدین احمد صاحب کچھ عرصہ سے درد شکم کے عارضہ سے علیل ہیں۔ جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے ایک مخلص بزرگ مولوی سید ابوالحسن صاحب بھی طویل عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں۔ اور خود یہ عاجز بھی کندراپاڑہ اڑیسہ میں آ چکنے کے بعد قریباً ایک ماہ سے بیمار ہے جملہ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان کی خدمت میں دردمندانہ درخواست ہے کہ از راہ کرم ہم سب کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعا فرمائیں۔

(عاجز سید صمصام الدین احمد از کندراپاڑہ)

(۵)

سید تبریز احمد صاحب۔ آئی اے اور سید احمد ایوب صاحب میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں ان کی نمایاں کامیابی کے لئے جماعت سے درخواست دعا ہے۔

خاکسار عبد الحق فضل
مبلغ سلسلہ احمدیہ رانچی

# موجودہ مالی سال کے آخری دو ماہ باقی ہیں

موجودہ مالی سال کے دس ماہ گذر چکے ہیں۔ اور اب صرف آخری دو ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ جملہ جماعتوں کے نسبتی بجٹ۔ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے متعلق مقامی سیکرٹریان مال کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے اطلاع بھجواتے ہوئے تحریک کی جا چکی ہے۔ کہ وہ وصولی چندہ میں کمی کو پورا کرنے کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔ جن احباب جماعت کے ذمہ بقایا یا چندہ قابل ادا ہو ان سے جلد از جلد وصولی کی کوشش کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:-

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں ...... وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

سیدنا حضرت اقدس کے مندرجہ بالا ارشاد سے واضح ہے۔ حضور احباب جماعت کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے عملی تاکید فرماتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں کہ احباب جماعت باوجود اپنی ذاتی اور خاندانی ضروریات اور مشکلات کے دین کے کام کو مقدم رکھتے ہوئے اپنے ذمہ کے لازمی چندہ جات کو سو فی صدی ادا کریں۔

اگر ہماری جماعت کے تمام دوست اس نکتہ کو صحیح طور پر سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوں تو یہ امر یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے احباب کی ذاتی اور خاندانی مشکلات کو بھی اپنے فضل سے خود دور فرما سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دوست مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھائیں۔ اور اپنے ذمہ بقایا چندہ کو ادا کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

جماعتوں کے صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کے علاوہ جہاں مبلغین صاحبان مقیم ہوں۔ وہاں ان کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ جماعت کے تمام افراد پر ان کی ذمہ داری واضح کرتے ہوئے سو فی صدی چندوں کی وصولی میں کوشش کر کے ممنون فرماویں۔ اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

# مجاہدین تحریک جدید دفتر دوم توجہ کریں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد (خطبہ جمعہ مورخہ ۲۷ر نومبر ۱۹۵۳ء) کی روشنی میں دفتر دوم کے مجاہدین کی اُنیس سالہ فہرست بھی تحریک جدید کی طرف سے شائع کی جائے گی۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"اُنیس۱۹ سال میں میں نے جو حکمت رکھی تھی میں اُسے بدلنا نہیں چاہتا۔ ہر دور کے بعد ایک کتاب لکھی جائے جس میں تمام حصہ لینے والوں کے نام محفوظ کئے جاویں اور اس کتاب کو جماعت کی لائبریریوں کو مساجد میں رکھا جائے تا کہ آئندہ آنے والے اسے پڑھیں اور اپنی قربانیوں کا اس سے مقابلہ کریں اور دیکھیں کہ انہوں نے کس روح سے کام کیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۲۷ر نومبر ۱۹۵۳ء)

پس دفتر دوم میں شامل ہونے والے مجاہدین کے لئے موقعہ ہے کہ وہ اپنے بقایا جات ابھی سے ادا کرنے شروع کر دیں اور اپنے وعدہ جات اور ادائیگی کے بارہ میں تسلی کر لیں تا کہ ریکارڈ درست ہو جائے اور کوئی نام فہرست میں شائع ہونے سے رہ نہ جائے۔

ان دوستوں کے لئے جو دفتر دوم کے کسی بھی درمیانی سال میں شامل ہوئے ہیں۔ وہ اپنے گذشتہ سالوں کا چندہ ادا کر کے اس فہرست میں شامل ہو سکتے ہیں۔ ایک وعدہ کی کم از کم مقدار ۱۸ روپیہ سالانہ ہے۔ پس جو دوست شروع سے دفتر دوم کے ماتحت حصہ نہیں لے سکے وہ اب اپنے گذشتہ سالوں کی رقوم ادا کر سکتے ہیں۔

یہ امر یاد رہے کہ دفتر دوم کے وعدہ جات کے حصول اور وصولی کی ذمہ داری خدام الاحمدیہ پر ہے۔ پس جملہ مجالس خدام الاحمدیہ اپنی جماعتوں کا جائزہ لے کر اس طرف توجہ کریں اور دفتر دوم کے سال ۱۶ کے وعدہ جات بھی جلد از جلد ارسال کریں نیز وصولی کی طرف خاص طور پر توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ اور حافظ و ناصر ہو۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

# فہرست وصولی بمد تعمیر چاردیواری بہشتی مقبرہ واعلان شمار

پیشتر ازیں جن احباب کی طرف سے تحریک چندہ تعمیر چار دیواری بہشتی مقبرہ میں وصولی ہوئی ہے۔ ان کے نام اخبار "بدر" مورخہ ... میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد جن دوستوں کی طرف سے اس مبارک تحریک میں رقوم وصول ہوئی ہیں ان کی اسم وار فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دوستوں کو اس کا بہترین اجر عطا فرماوے۔ اور دین و دُنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

بعض دوستوں کی طرف سے تحریک میں وعدوں کی ادائیگی کا تا حال انتظار ہے۔ چونکہ بہشتی مقبرہ کی چوتھی دیوار کی تعمیر کا کام عنقریب شروع کروایا جا رہا ہے۔ اس لئے ایسے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جلد اپنے وعدوں کی ادائیگی کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

| نمبر شمار | نام معطی | مقام | رقم ادائیگی |
| --- | --- | --- | --- |
| ۱ | مکرم سید محی الدین صاحب | رانچی | ۱۰۰/- |
| ۲ | " حاجی عبد القدوس صاحب | شاہجہانپور | ۱۰۰/- |
| ۳ | " بی۔ ایم عبد الرحیم صاحب | بنگلور | ۵۰/- |
| ۴ | " سید ... صاحب | شمو گہ | ۱۱۰/- |
| ۵ | " خواجہ محمد صدیق صاحب فانی | پونچھ | ۱۰۰/- |
| ۶ | جماعت احمدیہ | بمبئی | ۱۰۰/- |
| ۷ | " پی عبد الرزاق صاحب | " | ۱۰۰/- |
| ۸ | محترمہ زیتون بیگم صاحبہ اہلیہ محمد یوسف صاحب جالی والے | " | ۱۰۰/- |
| ۹ | مکرم الحاج میر کلیم اللہ صاحب | شموگہ | ۱۰۰/- |

# مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ

## خدمت دین کے لئے نوجوان اپنے آپ کو پیش کریں!

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توسیع تبلیغ کی تحریک محتاج بیان نہیں۔ اس اہم فریضہ کو منظم بنیادوں پر انجام دینے کے لئے ایک عرصہ سے مرکز قادیان میں مدرسہ احمدیہ جاری ہے اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اس مدرسہ کے فارغ التحصیل نوجوان آج اکناف عالم میں اسلام و احمدیت کی حیات بخش تعلیم پھیلانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد عرصہ پانچ سال سے سابقہ معیار کے مطابق اس مدرسہ کی کلاس جاری ہو چکی ہے۔ زیر تعلیم طلباء جوں جوں اوپر کی کلاسوں میں ترقی پاتے جا رہے ہیں انکی جگہ لینے کے لئے ہر سال نئے طلباء کے داخلہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس اعلان کے ذریعہ احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس اہم قومی فریضہ کی انجام دہی کے لئے اپنے اپنے حلقہ میں خاص تحریک کر کے زیادہ سے زیادہ تعداد میں مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت کے لئے ہونہار اور ذہین طلباء کو دینی تعلیم کی خاطر مرکز میں بھیجیں۔

مدرسہ احمدیہ میں میٹرک پاس یا کم از کم مڈل پاس اردو جاننے والے پندرہ سال سے بیس سال کی عمر کے طلباء لئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس طور سے خدمت دین بجالانے کے خواہشمند نوجوانوں کو فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہونہار قابل امداد طلباء کو مرکز کی طرف سے وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ جو پچیس روپیہ ماہوار تک ہوگا۔ چونکہ نئے تعلیمی سال کی کلاس یکم اپریل سے شروع ہوگی۔ اس لئے اپنی درخواستیں آخر مارچ تک دفتر تعلیم و تربیت میں پہنچا دی جائیں تا کہ مرکز کی منظوری کے بعد ان کو قادیان آنے کی اجازت دی جاسکے۔ اور طلباء وقت پر آ کر پڑھائی شروع کر دیں۔ درخواست میں حسب ذیل امور کی صراحت ضروری ہے۔

(۱) نام (۲) ولدیت (۳) عمر (۴) تعلیم (۵) والد یا سرپرست کا نام و پیشہ۔ ایسی درخواستیں ڈاکٹری اور تعلیمی سرٹیفکیٹ ... امیر یا صدر جماعت یا مبلغ کی سفارش کے ساتھ دفتر ہذا میں پہنچنی چاہئیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

**درخواست ہائے دعا** (۱) میری ہمشیرہ امسال بی اے کا امتحان دے رہی ہے امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے احباب سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ ... (۲) عاجز اور عاجز کے اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات کیلئے ... دعا کی درخواست ہے۔

خادم ...